رجسٹرڈ ایل نمبر ۷۷

إِنَّ اللّٰهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوْمٍ حَتّٰى يُغَيِّرُوا مَا بِأَنْفُسِهِمْ

انه اوى القريه

الحکم

Digitized by Khilafat Library

چہ گویم با تو گرانی جہاد قادیاں بینی | دوا بینی شفا بینی غرض دار الاماں بینی

ایڈیٹر شیخ یعقوب علی تراب احمدی

پیشگی قیمت سالانہ

(۱) عوام سے ... (۲) خواص و معاونین سے ... (۳) ہندوستان سے باہر ... (۴) غیر مذاہب والوں سے ... (۵) اپنی جماعت کے غیر مستطیع دس روپیہ سے کم آمدنی والے لوگوں سے ...
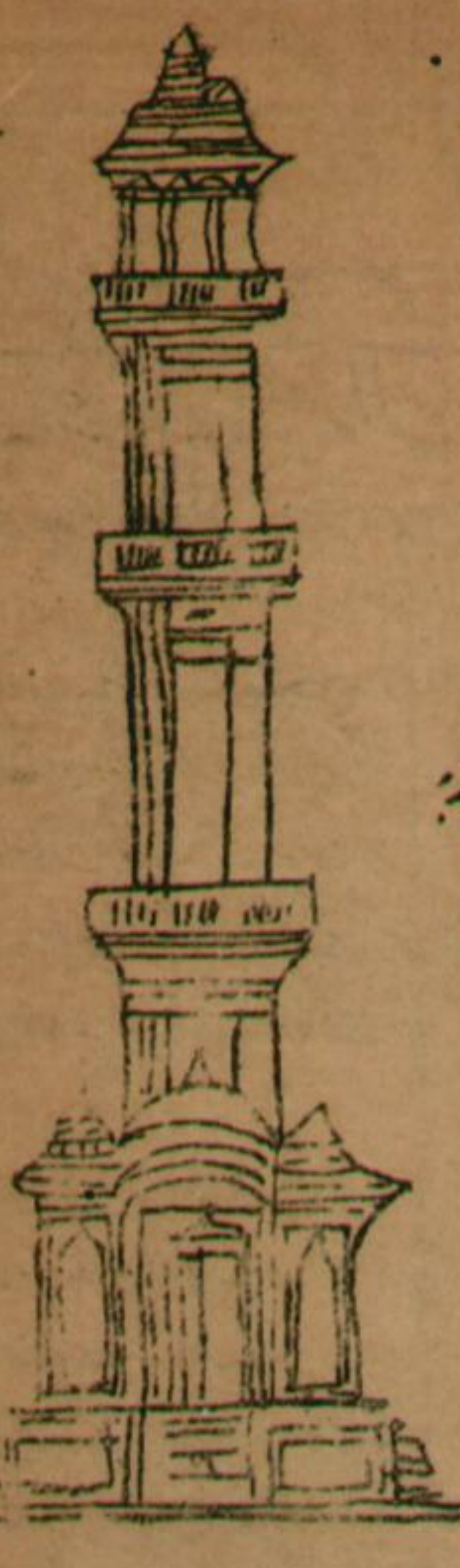
نمبر ۴۳ قادیان دار الامان مورخہ ۱۷ دسمبر ۱۹۰۶ء مطابق ۳۰ شوال ۱۳۲۴ھ جلد ۱۰

فہرست مضامین

تازہ الہام

بُشْرٰى لَهُمْ بِأَيَّامِ اللّٰهِ
وَذَكِّرْهُمْ تَذْكِيرًا

دار الامان کا ہفتہ

(۱) حضرت حجۃ اللہ علی الارض مع اہل بیت خدا کے فضل سے خیریت سے ہیں۔

(۲) حضرت حکیم الامت کا درس قرآن شریف حسب معمول مسجد اقصیٰ میں ہوتا ہے آجکل آٹھواں پارہ شروع ہے۔

(۳) حضرت مولوی محمد حسن صاحب کی صحت بھی خدا کے فضل سے اچھی ہے۔

(۴) حقیقت الوحی کی ...... کثرت سے مانگ آرہی ہے۔ بعض احباب نے شکایت کے خط بھی روانہ کئے ہیں۔ کہ کیوں نہیں کتاب روانہ کیجاتی چونکہ فرداً فرداً جواب دینا مشکل ہے۔ اس لئے عام طور پر اخبار میں جواب شائع کیا جاتا ہے۔ کہ جن خریداروں کی درخواستیں پہنچ چکی ہیں یا پہنچیں گی اُن کے نام کتاب شائع ہونے پر بذریعہ قیمت طلب کتاب ارسال کردیجاویگی۔ ابھی تک کتاب مکمل نہیں ہوئی۔

اطلاع

اس دقت کو محسوس کر کے جو ہمارے بھائیوں کو مختلف مدات کا چندہ مختلف اشخاص کے نام بھیجنے میں پیش آتی ہے۔ صدر انجمن احمدیہ نے یہ فیصلہ کیا ہے۔ کہ یکم جنوری ۱۹۰۷ء سے ہر ایک قسم کا چندہ بنام محاسب صدر انجمن احمدیہ قادیان آنا چاہئے۔ خواہ وہ چندہ مدرسہ کا ہو۔ یا زکوٰۃ کا روپیہ یا مقبرہ بہشتی کا چندہ یا وصیت کا روپیہ یا آمدنی کا دسواں حصہ یا عید فنڈ یا مسکین فنڈ یا یتیم فنڈ کا روپیہ یا میگزین کا روپیہ۔ غرضکہ سوائے لنگر خانہ کے روپیہ کے جو حضرت اقدس کے نام براہ راست آنا چاہئے ہر قسم کا چندہ جو قادیان میں بھیجا جاتا ہے محاسب صدر انجمن احمدیہ قادیان کے نام ہی بھیجیں اور محاسب اسے حضرت اقدس کی خدمت میں پیش کردیگا۔ مگر اس بات کو مد نظر رکھنا چاہئے کہ کوپن میں فرستندہ کا پورا پتہ خوشخط لکھا ہوا ہو اور نیز مفصل ہدایت ہو کہ کتنا کتنا روپیہ کس کس کیطرف سے کس کس مد کا ہے۔ میگزین کی قیمت ہے یا اعانت میگزین یعنے اشاعت اسلام کا روپیہ ہے مدرسہ کا روپیہ ہے یا عید فنڈ کا روپیہ ہے یا مسکین فنڈ یا یتیم فنڈ کا ہے یا بہشتی مقبرہ کا چندہ ہے یا وصیت کا روپیہ ہے یا آمد کا دسواں حصہ ہے یا زکوٰۃ کا روپیہ ہے یا کسی جائداد کی قیمت ہے جو رسالہ الوصیۃ کے ماتحت انجمن کو دیگئی ہے یا کسی مکان کا کرایہ ہے یا غرضیکہ پورے بسط کیساتھ کوپن میں اس امر کو واضح کرنا چاہئے جس سے محاسب کو کسی قسم کی غلطی نہ لگے۔

تمام رقوم کی رسیدیں باضابطہ دیجاویں گی اور ماہ بماہ رقوم آمدنی کسی رسالہ یا اخبار میں شایع ہوتی رہینگی جس شخص کو باضابطہ رسید دفتر محاسب سے نہ پہنچے اسے ضروری ہوگا کہ فی الفور اپنی مرسلہ رقم کی تحقیق کرے ایسا ہی اگر مطبوعہ رسیدوں میں کسی قسم کی غلطی ہو یا کسی نام کا اندراج نہ ہو تو بھیجنے والے کا فرض ہوگا کہ فی الفور خط و کتابت کرے۔

المشتہر خاکسار **محمد علی** سکرٹری صدر انجمن احمدیہ قادیان

(نوٹ) اس امر کا یاد رکھنا از بس ضروری ہے کہ رسالہ الوصیت کے ماتحت کئی قسم کا چندہ ہے شرط اول مقبرہ بہشتی کی یہ ہے کہ کچھ چندہ بحیثیت مقبرہ بہشتی کی زمین اور باغ اور دیگر لوازم کی طیاری کیلئے دینا ہوگا سو یہ چندہ چندہ مقبرہ بہشتی کہلاتا ہے۔ دوسری شرط وصیت کی یہ ہے کہ وصیت کرے یا جائداد کی قیمت کر کے روپیہ داخل کرے یا آمد کا دسواں حصہ دے سو اسکو الگ سمجھنا چاہئے کیونکہ ان دونوں شرطوں کا الگ الگ پورا ہونا ضروری ہے۔

سالانہ جلسہ پر آنیوالے احباب غور سے پڑھیں

سالانہ جلسہ کی تقریب آرہی ہے اسکے لئے ضروری ہے کہ ابھی سے ہم طیاری کریں۔ قادیان کی مقامی جماعت اپنے باہر سے آنیوالے بھائیوں کی خدمت اور اُن کیلئے ممکن اور ضروری آسایش کا سامان بہم پہنچانے کی ذمہ دار ہے اس وقت چند ضروری امور میں بحیثیت سکرٹری انجمن احمدیہ قادیان اپنے بیرونی احباب کی خدمت میں پیش کرنا اپنا فرض سمجھتا ہوں۔ (۱) تمام شہروں کی جماعتیں اس امر کا التزام کریں کہ حتی الوسع ہر شہر کی جماعت کے آنیوالے احباب کیساتھ مستورات بھی ہوں تو اس امر کی صراحت کی جاوے کہ اسقدر احباب اپنے بال بچوں سمیت آئینگے تاکہ اُن کے اُترنے کیلئے مناسب انتظام کیا جاوے (نوٹ) چونکہ آنیوالوں کی کثرت ہوگی اس لئے بہتر ہے کہ مستورات ساتھ نہ آویں کیونکہ ایسے موقعہ پر مکانوں کا ملنا مشکل ہوگا۔ (۲) چونکہ سردی کا موسم ہے اور یہاں ہم اسقدر انتظام نہیں کرسکتے کہ رضائیاں اور بسترے بہم پہنچائیں۔ اسلئے ہر بھائی اپنا بسترا اور رضائی اپنے ساتھ لائے اور اس امر کو ضروری سمجھ لے۔ (۳) جہاں کوئی باقاعدہ جماعت نہیں ہے وہاں سے جو لوگ آنیوالے ہوں وہ بھی بذریعہ خط اطلاع دیدیں۔ ایسی اطلاعوں سے مہمانوں کی تعداد اور اُن کی حسب حال قیام کی جگہ کا انتظام کرنے میں سہولت ہوگی۔ (۴) جس جگہ سے کثیر تعداد احباب کی آنیوالی ہو وہ ایک ایک معتبر آدمی اپنے آنے سے دو روز پہلے قادیان بھیجدیں جو اپنی مقامی جماعت کے متعلق انتظام میں ہمیں مدد دے۔ (۵) سالانہ جلسہ کے اخراجات کے لئے ایک کثیر رقم مطلوب ہوگی جو کم از کم ڈیڑھ ہزار بھی سمجھی چاہئے۔ اسکا انتظام بہت جلد ہونا چاہئے۔ (یعقوب علی)

وصیت ۹۴

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

(۱) الحمد للہ رب العالمین الرحمٰن الرحیم۔ مالک یوم الدین والصلوٰۃ والسلام علٰے رسولہ محمد و آلہ و اصحابہ اجمعین برحمتک یا ارحم الراحمین۔

اما بعد خاکسار عبدہ جمال الدین ابن محمد صدیق ذات دائیں عرف کشمیری ساکن سیکھواں جو قادیان دارالامان سے جانب گوشہ غرب و شمال میں فاصلہ ایک فرسنگ کے واقع ہیں تحصیل و ضلع گورداسپور کا ہوں۔

آج میں بقائمی ہوش و حواس خمسہ بلا جبر و اکراہ اپنی خوشی اور رضامندی سے یکم مارچ ۱۹۰۶ء بوقت صبح حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ اور لکھ دیتا ہوں کہ میری وفات کے بعد میری اس وصیت پر جس کو میں لکھ رہا ہوں عمل کیا جاوے۔

(۲) میں اقرار کرتا ہوں۔ کہ میں حضرت مرزا غلام احمد صاحب سلمہ مسیح موعود علیہ السلام رئیس قادیان ضلع گورداسپور کے کل دعاوی پر صدق دل سے ایمان رکھتا ہوں اور ان کا مرید اور پیرو ہوں۔

(۳) میں اقرار کرتا ہوں کہ میں نے رسالہ الوصیت جو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی طرف سے بتاریخ ۲۴ دسمبر ۱۹۰۵ء کو شایع ہوا۔ تمام و کمال پڑھ لیا ہے اور ان تمام ہدایات کا جو درج ہیں۔ پابند ہوں اور ایسا ہی ان تمام ہدایات اور ضوابط اور قواعد کا بھی پابند رہوں گا۔ جو رسالہ الوصیت کے بعد حضرت مسیح موعود کی طرف سے یا ان کی مقرر کردہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کی طرف سے بہشتی مقبرہ واقعہ قادیان کے متعلق یا دیگر اغراض انجمن مذکور کے متعلق شائع ہوئی ہیں۔ یا آئندہ شائع ہونگی۔ میں ان کا پابند رہونگا اور ایسا ہی میرے ورثا میرے بعد ان تمام ہدایات ضوابط و قواعد و شرائط مشتہرہ انجمن مذکور کے معاملہ وصیت ہذا میں پابند رہیں گے۔

(۴) میری جائداد جو اسوقت حسب ذیل ہے وہ یہ ہے (الف) ہم تین بھائیوں یعنے امام الدین و خیر الدین و خاکسار نے مبلغ پانسو روپیہ کی مشترکہ اراضی رہن باقبضہ لی ہوئی ہے جس میں سے میں سویم حصہ کے مبلغات کا مالک ہوں۔ (ب) بعض اشیاء تجارتی گھر میں جمع ایک سو روپیہ کے قریب ہیں (ج) قادیان دارالامان شریف کے مشرقی کنارہ پر ایک مکان بعمارت خام جس میں چار کوٹھڑیاں مسقف اور قدرے سفید زمین ہے جسکے حدود اربعہ یہ ہیں کہ شرق ڈھاب۔ و غرب شارع عام شمال مکان بہادر کشمیری۔ و جنوب مکان منشی عبدالعزیز صاحب پٹواری حلقہ سیکھوان کا ہے۔ اور یہ مکان ہم تینوں بھائیوں مذکور کا مشترکہ ہے۔ اس میں سے بھی سوئم حصہ کا مالک ہوں۔ اور یہ جائداد میری بلا شرکت غیرے خود پیدا کردہ ہے۔ آج کی تاریخ سے اس جائداد میں سے حسب الارشاد سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام بخوشی و رضامندی خود ... پانچواں حصہ کی وصیت کرتا ہوں۔ کہ میرے مرنے کے بعد صدر انجمن احمدیہ کے سپرد کیجاوے۔ انجمن مذکور کو اختیار ہوگا کہ میرے مرنے کے بعد میری وصیت کردہ جائداد (پانچواں حصہ) پر مالک اور قابض ہوجاوے جو قابل فروخت انجمن مذکور ہو۔ اس کو فروخت کرکے قیمت وصول کرکے اغراض انجمن کو پورا کرے غرضیکہ انجمن مذکور ہر طرح سے اس وصیت کردہ جائداد کی مالک متصور ہو۔ اس میری وصیت کرنے میں میرے حقداروں میں کوئی مانع نہیں ہے کیونکہ میرے سب وارث اور حقدار تمام احمدی ہیں۔ اور تمام رضامند ہیں۔

(۵) میں اقرار کرتا ہوں۔ کہ اگر آج کی تاریخ کے بعد میں اور کوئی جائداد مذکورہ بالا جائداد کے علاوہ پیدا کروں۔ یا میرے مرنے کے بعد کوئی اور جائداد ماسوائے جائداد مذکور کے متروکہ ثابت ہو تو ایسی جائداد فاضلہ کے متعلق بھی میری یہی وصیت ہے۔ جس کا مفصل ذکر فقرہ ما سبق نمبر (۴) وصیت میں کیا ہے۔ میں اس جائداد کی وقتاً فوقتاً انجمن مذکور کو اطلاع دیتا رہوں گا

(۶) میں یہ بھی وصیت کرتا ہوں کہ میرے مرنے کے بعد میرا جنازہ حضرت سیدنا مسیح موعود معہ خدام یا احمدی جماعت پڑھے اور نیز میں اس موضع کی احمدی جماعت کی خدمت میں بصد منت و انکساری بطور وصیت کے عرض کرتا ہوں کہ آپ لوگوں کی نہایت مہربانی ہوگی۔ جو میری وفات کے وقت زندہ ہونگے۔ کہ میرا جنازہ اٹھا کر بشرط حصول اجازت مجلس کار پردازان مصالح قبرستان مقبرہ بہشتی میں دفن کیا جائے۔ کیونکہ ہمارا گاؤں بہت نزدیک ہے۔ تھوڑی ہمت کے ساتھ یہ کام ہوسکتا ہے۔ خدا تعالیٰ آپ لوگوں کو اجر عظیم دیگا

(۷) میری یہ بھی وصیت ہے کہ میری تجہیز اور تکفین اور میری نعش کو قادیان شریف پہنچانے اور وہاں دفن کرنے کے متعلق جسقدر خرچ اخراجات ہوں۔ ان اخراجات کے متعلق متکفل میری جائداد وصیت کردہ نہ ٹھہرائی جاوے۔ بلکہ میری بقیہ جائداد سے کیا جاوے۔

(۸) میں یہ بھی اقرار کرتا ہوں۔ کہ میں نے یہ وصیت صرف ابتغاً لوجہ اللہ کی ہے۔ کیونکہ حالت آئندہ کی بابت مجھ کو اس وقت کچھ علم نہیں۔ کہ میری نعش اس مقبرہ بہشتی میں دفن ہو سکے۔ تو اس صورت میں بھی میری یہ وصیت جو میں نے اپنی جائداد کے متعلق کی ہے جس کا ذکر فقرہ ۴ و ۵ میں کیا گیا ہے۔ درست اور قایم رہے گی۔ لیکن یہ ضروری ہوگا کہ میری نعش کو مقبرہ بہشتی میں دفن کرنے اور پہنچانے کی کوشش کی جاوے۔ البتہ امانت کے طور پر کسی اور جگہ دفن کی جاسکتی ہے۔

(۹) یہ کہ کوئی ایسی ضرورت پیش آجاوے کہ مقبرہ بہشتی میں میری نعش دفن نہ ہوسکے تو پھر اس موضع کے جس قبرستان میں میرے باپ کی قبر ہے۔ اس کے پاس دفن کیا جائے۔ لیکن یہ اشد ضروری ہے کہ جہاں تک ممکن ہووے کوشش کی جاوے کہ مقبرہ بہشتی میں دفن کیا جاؤں۔ یہ تو میری دلی خواہش اور مراد ہے ورنہ بحالت مجبوری شق ثانی کو اختیار کریں۔ آگے خدا تعالےٰ بہتر جانتا ہے۔ اس کی ذات پاک کیا کرنیوالی ہے۔ علاوہ اس کے مجالس مذکورہ کی خدمت میں یہ عرض کردینا بھی ضروری سمجھتا ہوں۔ کہ میرے پیچھے جو میری اولاد ہو۔ ان کے لئے کوشش کی جاوے۔ کہ علم دین حاصل کریں اور نیک اور متقی اور خادم دین بنے رہیں۔ تا میرے لئے باقیات صالحات ہوں۔ آن ربی سمیع الدعاء رب اجعلنی مقیم الصلوٰۃ ومن ذریتی ربنا اغفرلی ولوالدی وللمومنین یوم یقوم الحساب۔ آمین۔

الموصی

خاکسار جمال الدین ولد محمد صدیق ذات دائیں ساکن سیکھوان تحصیل و ضلع گورداسپور بقلم خود

گواہ شد

فضل محمد احمدی سکنہ موضع ہرسیاں تحصیل بٹالہ

گواہ شد

امام الدین احمدی ولد محمد صدیق قوم دائیں برادر حقیقی موصی بقلم خود

گواہ شد

عبدالعزیز احمدی پٹواری موضع سیکھوان

گواہ شد

محمد اسمٰعیل ولد جمال الدین قوم دائیں بقلم خود

وصیت

مولوی حافظ محمد اکرم صاحب احمدی مرحوم

مرسلہ محمد افضل صاحب سکنہ کملہ

(الوصیت) اشہد ان لا الٰہ الا اللہ و اشہد ان محمداً عبدہ و رسولہ (۱) اشہد ان جمیع انبیاءہ و رسلہ حق من عند اللہ و ملئکتہ حق و جمیع کتبہ حق و اشہد ان سیدنا و مولانا محمد رسول اللہ صلعم خاتم الانبیاء و کتابہ القرآن نور ہدی خاتم جمیع الکتب۔

اس کے بعد میں اپنے تمام ورثاء کو عموماً اور والد صاحب کو خصوصاً یہ وصیت کرتا ہوں کہ جب میں اس دنیا سے اللہ تعالیٰ کی طرف بلایا جاؤں تو میرے بعد میرے اوپر کوئی بلند آواز سے جزع و فزع نہ کرے اور نہ خیال کریں کہ میرے اوپر گھر کا یا گھر والوں کے رزق کا دار و مدار تھا اللہ تعالیٰ رازق مطلق ہے میری زندگی میں اور میرے بعد کوئی میری ایسی خوبی ذکر نہ کریں جو مجھ میں نہ ہو [?] حضرت مرزا غلام احمد مسیح موعود اور مہدی مسعود و رئیس قادیان کا مرید بیعتی اور با اخلاص ہوں اور مسیح ناصری کو فوت شدہ اور ان کو مسیح موعود یقین کرتا ہوں اس لئے میرے انتقال کے بعد فوراً حضرت کو جنازہ کیواسطے لکھدیں اور اس خط میں لکھیں کہ یہ خط اخبار میں چھپ جاوے اور حضرت اور سب جماعت میرا جنازہ پڑھیں اور سب کو السلام علیکم لکھ دیں اور اس جگہ تجہیز تکفین یوں ہو کہ کوئی احمدی میرے جنازہ کا پیش امام ہو دوسرا ہرگز ہرگز نہ ہو اور غسل بھی حتی المقدور احمدی دیں مگر جنازہ کا پیش امام ہرگز کوئی غیر احمدی نہ ہو دوسروں کا اختیار ہے کہ احمدیوں کے پیچھے جنازہ پڑھیں اہل والد صاحب کا حق ہے کہ وہ جنازہ پڑھا دیں تیسری تکبیر کے بعد آدھ یا پاؤ گھنٹہ تک میرے واسطے استغفار کریں اور مغفرت مانگتے رہیں اور دفن کرکے جب چلنے لگیں تو سب دعا حساب کی آسانی اور آسانی ضغطۃ القبر کے دیر تک توجہ سے کریں یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا میرا اہل و عیال خدا کو بہت یاد کرو نماز کا ترک نہ چھوڑ دو اللہ تعالیٰ دنیا اور آخرت کا سگھ دیگا۔ تم الوصیۃ۔ یہ وصیت نامہ اس کی جیب میں پایا اور لکھکر ارسال کیا۔

وصیت

(۱) میں گلاب خان ولد نواب خان قوم پٹھان ساکن قصبہ کراولی ضلع مین پوری۔ بقائمی ہوش و حواس خمسہ بلا جبر و اکراہ اپنی خوشی اور رضامندی سے آج بتاریخ ۱۶ فروری ۱۹۰۶ء

حسب ذیل وصیت کرتا ہوں اور لکھ دیتا ہوں کہ میرے مرنے کے بعد اس وصیت پر عمل ہو۔

(۲) مَیں اقرار کرتا ہوں کہ مَیں حضرت مرزا غلام احمد صاحب سلمہ مسیح موعود رئیس قادیان ضلع گورداسپور کے کُل دعاوی پر صدق دل سے ایمان رکھتا ہوں اور اُن کا مرید ہوں اور پیرو ہوں۔

(۳) مَیں اقرار کرتا ہوں کہ مَینے رسالہ الوصیۃ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی طرف سے بتاریخ ۲۴- دسمبر ۱۹۰۵ء کو شایع ہوا ہے۔ تمام و کمال پڑھ لیا ہے مَیں اِن ہدایات کا جو اس میں درج ہیں۔ پابند ہوں اور ایسا ہی مَیں ان تمام ہدایات اور ضوابط اور قواعد کا بھی پابند رہوں گا۔ جو رسالہ الوصیت کے بعد حضرت مسیح موعود کی طرف سے بہشتی مقبرہ واقعہ قادیان کے متعلق یا دیگر اغراض انجمن مذکور کے متعلق شایع ہوئے۔ یا آیندہ ہوں گے۔ مَیں اُن تمام کا اور ایسا ہی میرے ورثا میرے بعد ان تمام ہدایات و ضوابط اور قواعد و شرائط مشتہرہ انجمن مذکورہ کے معاملہ وصیت ہذا میں پابند رہیں گے۔

(۴) میری جایداد جو اس وقت صرف مبلغ چار صد و پنجاہ روپیہ نقد سیونگ بنک میں بطور رقم ضمانت جمع ہے۔ اور عرصہ حجبہ ماہ تک بشرط زندگی انشاء اللہ تعالیٰ پوری مبلغ پانسو روپیہ ہو جاویں گے۔ مَیں آج کی تاریخ سے اس رقم کے دسویں حصے کے متعلق یہ وصیت کرتا ہوں۔ کہ میرے مرنے کے بعد صدر انجمن احمدیہ قادیان کو برائے اشاعت اسلام دیا جاوے اور اگر میری وفات سے پہلے میری زوجہ کا انتقال ہو جاوے۔ تو نصف حصہ رقم جمع شدہ بطور ضمانت صدر انجمن احمدیہ قادیان کو برائے اشاعت اسلام دینا چاہیے۔

(۵) مَیں اقرار کرتا ہوں کہ اگر آج کی تاریخ کے بعد مَیں کوئی جایداد مذکورہ بالا جایداد کے علاوہ پیدا کروں۔ یا میرے مرنے کے بعد کوئی اور جایداد ماسوائے جایداد مذکورہ میری متروکہ ثابت ہو۔ تو ایسی جایداد فاضلہ کے متعلق بھی میری یہی وصیت ہے۔ جس کا مفصل ذکر میں نے فقرہ ماسبق ۴ وصیت میں کیا ہے۔ مَیں ایسی جایداد کی وقتاً فوقتاً انجمن مذکورہ کو اطلاع دیتا رہوں گا۔

(۶) مَیں یہ بھی وصیت کرتا ہوں کہ میرے مرنے کے بعد میرا جنازہ احمدی جماعت پڑھے۔ اور اگر مَیں قادیان میں فوت نہ ہوں تو احمدی جماعت میری لاش ایک صندوق میں بند کر کے حسب ہدایات انجمن مذکورہ جو اب شایع ہو چکے ہیں یا آیندہ شایع ہوں گے دار الامان قادیان میں پہنچائی جاوے اور وہاں کارپردازان مقبرہ بہشتی کے سپرد کی جاوے۔

(۷) میری یہ بھی وصیت ہے۔ کہ میری تجہیز و تکفین اور میری لاش کو قادیان شریف پہنچانے اور دفن کرنے کے متعلق جس قدر اخراجات ہوں۔ اِن اخراجات کے متکفل یہ میری جایداد وصیت کردہ جس کا ذکر مَیں نے فقرہ چہارم اور پنجم میں کیا ہے۔ ہرگز نہیں۔ ان اخراجات کا حسب مشورہ کارپردازان مقبرہ بہشتی اندازہ کر کے میں رقم اخراجات کو انجمن مذکور کے حوالہ کر دوں گا۔ جس کا اعلان انجمن مذکور کی طرف سے مَیں کرا دوں گا اور اگر ان اخراجات کے لئے میں کوئی رقم اپنی زندگی میں الگ نہ کر سکا۔ اور ایسا ہی اگر وہ رقم ادا کردہ اصلی اخراجات سے کم ہوئے۔ تو میری دیگر متروکہ جایداد جس میں یہ وصیت کردہ جایداد شامل نہ ہوگی ان اخراجات کی متکفل ہوگی۔ اور میرے ورثا ان اخراجات کے ادا کرنے کے ذمہ دار ہوں گے۔ جو میری روح کی نجات کا باعث ہوں گی اور میرے پسماندگان ان اخراجات کو اہم اور جائز ضرورت شرعی سمجھیں گے۔

ضروری اطلاع

مَیں نے کئی بار خریداران کو توجہ دلائی ہے کہ وہ خط و کتابت میں نمبر خریداری جو ہر ایک چٹ پر چھپا ہوا یا دستی ہوتا ہے۔ درج کیا کریں۔ لیکن اس پر کوئی توجہ نہیں کی جاتی۔ جس سے بہت سا وقت تلاش نمبر میں کلرک کا ضایع ہوتا ہے۔ بعض خریدار ایسے بھی ہیں۔ جو رجسٹرڈ ایل ۲۷ لکھ دیتے ہیں۔ وہ خوب یاد رکھیں کہ یہ نمبر ڈاک خانہ کا ہے۔ پس آیندہ بہت احتیاط سے کام لیا جاوے حساب وغیرہ میں نمبر خریداری کو مقدم کیا جاوے۔

مینیجر

١٣
جو صاحب جگہ جگہ روپیہ ضایع کر کے مایوس خاطر ہو گئے ہوں نہیں قسم ہے خداوند کریم کی جبتک اسکی
آزمایش نہ کریں ہرگز ہرگز بدظنی سے کام نہ لیں کیونکہ یہ مجرب ہے کب اپنی خوبیوں سے ہر دلعزیز ثابت ہو چکا ہے
یاقوت مروارید جان نشیب کہربا کستوری زعفران
ہر دلعزیز
مفرح عنبری
مفرح عنبری
مفرح عنبری
قیمت قیمت قیمت
فی ڈبیہ پانچ روپے (صہ)
تین ڈبیہ تیرہ روپے للعہ ١٣
ایکدرجن ڈبیہ صہ ٥٠
مفرح عنبری
میں خدا تعالے کے احسان و کرم سے وہ تمام خوبیاں موجود ہیں جنکے حاصل کرنے کے لئے اہل ملک نے لاکھوں روپے
یورپ اور نیز جھوٹے اشتہاریوں کی نذر کئے ہیں۔ خدائے کریم کے فضل سے اب چونکہ ہندوستان کے
ہر حصہ میں مفرح عنبری کا تجربہ وسیع پیمانے پر ہو چکا ہے۔ اس لئے مجھے اسکی تعریف میں صفحے سیاہ
کرنے کی اپنی منظور نہیں اور نہ پورے صفات بیان کرنے کی اس اشتہار میں گنجایش ہے۔ کسی قدر واجبی عرض کے
بعد میں اسکو ختم کرتا ہوں +
(سرٹیفکٹ ملاحظہ ہوں)
المشتہر حکیم محمد حسین قریشی موجد مفرح عنبری مالک کارخانہ رفیق الصحت لاہور

استفسار اور اُن کے جواب

جناب حکیم صاحب۔ السلام علیکم۔ ذیل کے سوالات کا جواب بذریعہ الحکم عطا فرما کر مشکور فرماویں۔

(۱) حضرت عیسیٰؑ کا صاحب شریعت نہ ہونے کا قرآن سے ثبوت آیات مع ترجمہ کے تحریر کریں تمام سوالات کے اور اگر حدیث بھی ترجمہ کیا جاوے۔

(۲) اگر حضرت عیسیٰؑ صاحب شریعت نہیں تھے تو ولاحل لکم بعض الذی حرم علیکم کے کیا معنے ہوے۔

(۳) اگر صاحب شریعت نہیں تھے اور انجیل کتاب نہیں تھی بلکہ خوشخبری تھی تو وآتانی الکتاب وجعلنی نبیا کے کیا معنے ہوے۔

(۴) حضرت عیسےؑ کو بچہ ہونے کی حالت میں نبی بنایا گیا تھا اور کتاب ملی تھی یا بڑے ہوکر اگر بڑے ہوکر تو فاشارت الیہ قالوا کیف نکلم من کان فی المہد صبیا سے تا آتانی الکتاب وجعلنی نبیا کا کیا مطلب ہے۔

(۵) مرزا صاحب کے مسیح موعود ہونے کا ثبوت کیا قرآن میں بھی ہے کہ صرف احادیث کی بنا پر ہے اگر قرآن میں ہے تو مفصل آیات درج کریں۔

(۶) کیا مرزا صاحب نے صرف سر سید احمد خان سے مسئلہ وفات مسیح معلوم کرکے فایدہ اُٹھایا ہے یا اور کسی اکابر اُمت نے بھی وفات مسیح کا ثبوت دیا اگر دیا ہے تو مفصل تحریر فرماویں معہ ترجمہ کے اُن کے کتب سے۔

(۷) آجکل نیچری اخبارون نے بہت زور اُٹھایا ہے کہ وفات مسیح کا مسئلہ سر سید احمد خان سے سُن کر مرزا صاحب فایدہ اُٹھا کر سر سید کو گمراہ بتایا ہے اس کا مفصل جواب تحریر کریں کیا سر سید احمد نے نعوذباللہ وہ کلمہ کہیں لکھے ہیں۔

(۸) حضرت مسیح کو خدا بنانے والے بخشے جا سکتے ہیں نقل درکار ہے۔ خاکسار سراج احمد از لاہور۔

الجواب

وعلیکم السلام۔ س ۱ حضرت عیسےؑ کے صاحب شریعت نہ ہونے کا کیا ثبوت ہے۔

ج ثبوت اثبات کا ہوتا ہے نہ نفی کا۔

دوسرا وہ کتاب جو اُن پر نازل ہوئی جس میں شریعت کے احکام ہیں کہاں ہے۔

تیسرا پادری لوگ جنہوں نے مسیح کو خدا بنا رکھا ہے اگر کوئی کتاب مشتمل بر شریعت ہوتی تو کس قدر شور مچاتے وہ تو لاچار ہوکر کہتے ہیں کہ وہ خود خدا تھا اس کو شریعت کی کیا ضرورت اور شریعت لعنت ہے وہ تو دُنیا کو اس لعنت سے چھڑانے کے لیئے آیا ہے۔

چوتھا جو موجودہ اناجیل ہیں اور متی اور مرقس اور لوق اور یوحنا کی تصنیف ہیں ان میں بھی احکام شریعت کوئی نہیں۔

پانچواں مسیح شریعت موسوی کے آخری مجدد تھے اور شریعت محمدی کے مبشر چنانچہ موجودہ اناجیل میں لکھا ہے یہ خیال مت کرو کہ میں تورات یا نبیوں کی کتاب منسوخ کرنے کو آیا میں منسوخ کرنے کو نہیں بلکہ پوری کرنے کو آیا ہوں کیونکہ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جب تک آسمان و زمین ٹل جاویں ایک نقطہ یا ایک شعشہ توریت کا ہرگز نہ ٹلیگا جب تک سب کچھ پورا نہ ہو (جسکا ذکر اعمال ۱۹/۳۴ اور استثنا ۱۸/۱۵ میں ہے) متی ۵/۱۷

تب یسوع لوگوں اور اپنے شاگردوں سے کہنے لگا کہ فقیہ اور فریسی موسیٰ کی گدی پر بیٹھے ہیں اس لئے جو کچھ وے تمہیں ماننے کو کہیں مانو اور عمل میں لاؤ لیکن ان کے سے کام نہ کرو متی ۲۳

یسوع نے جلیل میں آکے خدا کی بادشاہت کی خوشخبری کی منادی کی مرقس ۱/۱۴ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے بھی حضرت مسیح کا نام مبشر رکھا ہے ومبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد ۲۸/۹ میں (عیسیٰ) بشارت دینے والا ہوں ایک رسول کی جو بعد میرے آئیگا جسکا نام مبارک احمد ہی

چھٹا موجودہ اناجیل مسیح کے بعد لوگوں نے بطور تواریخ تصنیف کیں چنانچہ لوق کہتا ہے چونکہ بہتوں نے کمر باندھی کہ ان کاموں کا جو فی الواقع ہمارے درمیان انجام ہوے بیان کریں میں نے بھی مناسب جانا کہ سب کو سرے سے صحیح طور پر دریافت کرکے تیرے لئے اے بزرگ تھیوفلس بہ ترتیب لکھوں لوق ۱/۱-۳ شریعت موسیٰ کی معرفت دی گئی اور فضل یسوع مسیح سے یوحنا ۱/۱۷ پس صاحب شریعت ہونا تو بجای خود صاحب کتاب ہونا بھی ان اناجیل سے ثابت نہیں ہوتا۔

ساتواں قرآن مجید سے معلوم ہوتا ہے کہ کوئی کتاب جس میں شریعت جدید ہو بعد موسیٰؑ کے سوائے قرآن مجید کے نازل نہیں ہوئے جیسے قالوا یا قومنا انا سمعنا کتابا انزل من بعد موسیٰ ۲۶/۲ کہا ان (جنوں) نے اے ہماری قوم ہم نے ایک کتاب سُنی ہے جو بعد موسےؑ کے نازل ہوئی۔

س۲ اگر صاحب شریعت نہ تھے تو ولاحل لکم کے کیا معنے ج اس کے معنے اللہ تعالیٰ نے خود کر دیئے جیسے فرمایا اتخذوا احبارہم ورہبانہم اربابا من دون اللہ ۱۰/۹ یعنے یہود و نصاریٰ نے اپنے علما اور مشایخ کو رب بنا لیا تھا سوائے اللہ تعالیٰ کے یعنے حلال کو حرام کہیں تو وہ حرام سمجھتے و بالعکس تفسیر کبیر صفحہ ۴۳۶ دوسرا بعض حرمتیں ان میں قومی تھیں جیسے اونٹ اور رگ کا گوشت جس کو حضرت یعقوبؑ نے بسبب بیماری عرق النسا کے بطور پرہیز ترک کیا بعدہٗ بطور قومی یادگار حرام سمجھے گئے جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کل الطعام کان حلا لبنی اسرائیل الا ما حرم اسرائیل علی نفسہ من قبل ان تنزل التوریٰۃ ۱/۴ یعنے تمام اشیاے خوردنی جواب اہل اسلام پر حلال ہیں بنی اسرائیل پر بھی حلال تھیں ہاں جو حضرت یعقوب نے اپنی جان پر قبل نزول توراۃ خود حرام کیں مگر یہاں یہ نہیں فرمایا کہ ہم نے بھی ان اشیا کو ان پر حرام کیا تھا۔ تیسرے وہ حرمتیں تھیں جو بسبب بعض اُن کی شرارتوں کے وقتی اور مقامی طور پر چند روز کے لئے مصلحتاً انکی استعمال سے وہ محروم کی گئی جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے من البقر والغنم حرمنا علیہم شحومہما ...... ذلک جزیناہم ببغیہم ۸/۶ یعنے گائے اور غنم کی چربی ہم نے ان (بنی اسرائیل) پر حرام کردی تھی ان کی بغاوت کے سبب۔ جب انھوں نے موسیٰؑ کو کہا کہ ارض مقدس میں جبارین ہیں تو اور تیرا رب جاکر لڑو اسیران کو چالیس سال جنگل میں رہنے کا حکم ہوا۔ خیمہ زین وغیرہ اشیاے چرمی کو چرب کرنیکے لئے اس چربی کا کھانا منع فرمایا ورنہ اصل میں یہ اشیا حلال تھیں چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے فبظلم من الذین ہادوا حرمنا علیہم طیبات احلت لہم ۶/۲ یعنے یہود کے شرارتوں کے سبب ان کو عمدہ عمدہ حلال اشیا کے کھانے سے ہم نے محروم کردیا۔ ایسے زمانی احکام اسلام میں بھی ہیں جیسے ابتدا میں صبر کا حکم تھا جب کفار کا ظلم حد سے بڑھ گیا مدافعت کے لیئے اور امن قایم رکھنے کے لیئے جنگ کے اجازت ہوگئے چونکہ سلطنت یہود ان کے بیفرمانیوں کے سبب زایل ہو چکی تھی تو فرمایا میری فرمانبرداری سے وہ پھر حلال ہو جائینگی چنانچہ یہ پیشگوئی پوری ہوگئی اور عیسائی سلطنت آجتک موجود ہے۔ فی الواقع کوئی چیز دایمی قطعی توراۃ میں حرام ہو اور مسیح نے حلال کردی ہو یہ فسخ ہے اور متی ۵/۱۷ میں فسخ سے انکار ہے جسکا حوالہ سوال ۱ میں گذرا۔ خلاصہ یہ کہ جو اشیا تمہارے مولویوں مشایخ نے حرام کئے یا بطور قومی یادگار تم نے ان کو حرام بنا رکھا ہے یا بسبب تمہاری شرارت کے مصلحتاً چند روز کے تم ان کی استعمال سے محروم کئے گئے یا بسبب بیفرمانیوں کے تمہاری سلطنت زایل ہوگی حلال کر دونگا۔

س۳ اگر صاحب شریعت نہ تھے اور انجیل کتاب نہ تھی تو آتانی الکتاب وجعلنی نبیا کے کیا معنے ج آتانی الکتاب کے یہی معنے تو ضرور نہیں کہ میرے پر کتاب نازل ہوئی بلکہ اسکے معنے یہ بھی ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ فہم کتاب عطا کیا جیسے الذین آتیناہم الکتاب یتلونہ حق تلاوتہ ۱/۱۴ یعنے جن کو ہم نے فہم کتاب عطا کیا وہی اسکے پڑھنے کا حق ادا کرتے ہیں بلکہ اوتوا الکتاب کا لفظ یہود پر قرآن مجید میں بکثرت بولا گیا اور ان میں خواندہ و ناخواندہ شامل ہیں بلکہ آتیناہم الکتاب بھی موجود ہے جس میں سب شامل ہیں۔

چوتھا کتاب کے ملنے سے شریعت کا ملنا لازمی نہیں دیکھو عہد عتیق میں چالیس نبیوں کی کتابیں ہیں کیا وہ سارے صاحب شریعت ہی تھے۔

پانچواں وجعلنی نبیا سے یہ لازم نہیں آتا کہ وہ صاحب شریعت بھی ضرور ہو کہ نبی کے معنے ہیں پیشگوئی کرنے والا سو اسکا صاحب شریعت ہونا ضروری نہیں پس اس آیت شریف کے معنے ہوے اللہ تعالیٰ نے مجھے علم توراۃ عطا فرمایا اور مجھ پیشگوئی کرنے والا نبایا چنانچہ آسمان کی بادشاہت (اسلام) کی خوشخبری اور مسیح موعود کی خوشخبری جیسے اعمال ۱۹/۳۴ بیان کرتے رہے جو موجودہ اناجیل کا خلاصہ ہے ہاں کچھ زمانی اور مقامی اخلاق بھی ہیں جن پر بعد اس کے نہ کبھی کوئی عمل کرسکا نہ کرسکتا ہے جیسے ایک گال پر طمانچہ کھا کر دوسری آگے رکھنا۔

س۴ حضرت عیسےؑ کو بچہ ہونے کی حالت میں نبی بنایا گیا تھا اور کتاب ملی تھی یا بڑے ہوکر اگر بڑے ہوکر ملی تھی تو فاشارت الیہ سے وجعلنی نبیا تک کا کیا مطلب ہے۔

ج پوری آیت اس طرح ہے فاتت بہ قومہا تحملہ قالوا یا مریم لقد جئت شیئا فریا یا اخت ہارون ما کان ابوک امرأ سوء وما کانت امک بغیا فاشارت الیہ قالوا کیف نکلم من کان فی المہد صبیا قال انی عبد اللہ آتانی الکتاب وجعلنی نبیا ۱۶/۵ یعنے حضرت مریم حضرت مسیح کو اپنی قوم میں لائے سوار کرکر وہ بولے اے مریم تو ایک بہتان لائی۔ اے ہارون کی بہن تیرا باپ برا آدمی نہ تھا اور نہ تیری ماں بدکار تھی سو حضرت مریم نے حضرت مسیح کی طرف اشارہ کیا یعنے اس سے پوچھو وہ بولے

ہم کیسے مخاطب ہوں جو جھولے میں جھولتا تھا یعنے کل کا بچہ ہے یعنے ہماری عظمت اور شان کے خلاف ہے کہ اس سے گفتگو کریں۔ مسیح بولا میں بے شک اللہ تعالیٰ کا بندہ ہوں اللہ تعالیٰ نے مجھ کو اس کتاب توراۃ کا علم عطا کیا ہے بلکہ مجھے نبی بھی بنا دیا ہے غرض ہمارا اعتراض ہے لفظ تحملہٗ پر اور اس کے معنے کئے گئے ہیں گود میں اُٹھائے ہوئے لائی۔ اور کان فی المھد صبیا پر اسکے معنے کئے گئے ہیں جو مہد میں بچہ ہے مگر تحمل کے معنے سوار کر کے لانے کے بھی ہیں جیسے ولا علی الذین اذا ما اتوک لتحملھم قلت لا اجد ما احملکم علیہ یعنے نہ اُن لوگوں پر الزام ہے جو تیرے پاس آتے ہیں تاکہ تو ان کو سوار کرے مگر تو نے کہا کہ میرے پاس تو سواری کوئی نہیں جس پر میں تم کو سوار کروں۔ اب دونوں معنوں میں جو معنے سنت اللہ کے خلاف نہ ہوں اور قرآن و تواریخ اُس کی تائید کریں وہ راجح ہونگے۔ پس بچپن میں کسی کو نبوت ملنا سنت اللہ کے خلاف ہے جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے ولما بلغ اشدہ آتیناہ حکما و علما وکذلک نجزی المحسنین ۱۲/۱۳ جب یوسف علیہ السلام اپنی مضبوطی کو پہنچ گئے تو ہم نے ان کو دیدی نبوت اور اعلیٰ درجہ کا علم یعنے علم الکتاب اور ہم تمام نیبوں کو اسی طرح بدلہ دیا کرتے ہیں۔ دوسرا ولما بلغ اشدہ و استوی اتیناہ حکما و علما وکذلک نجزی المحسنین ۲۰/۵ یہ موسیٰ علیہ السلام کی نسبت فرمایا اور وہی سنت اللہ یہاں بھی ذکر فرمائی۔ اور اشدہ کے معنے قرآن مجید نے یہ بھی بیان فرمائے ہیں۔ ولما بلغ اشدہ و بلغ اربعین سنۃ ۲۶ جب وہ مضبوطی کی عمر یعنے چالیس سال کو پہنچا۔ اب ان آیات سے ثابت ہوا کہ نبوت ملنے کے لئے سنت اللہ چالیس سال ہی ہے۔ لوقا نے بھی اپنا تخمینہ ۳۰ برس کا لکھا ہے وہ لکھتا ہے۔ یسوع آپ برس تیس ایک کا ہوا جب شروع کیا ۳/۲۳ سو لوقا اول تو تخمینہ بیان کرتا ہے جو کمزور ہے۔ دوئم سنی سنائی بات بیان کرتا ہے جس سے اور بھی کمزوری پائی جاتی ہے اس سے قرآن کریم میں جو سنت اللہ بیان ہوئی اُسی کی تائید ہوتی ہے اگر اشدہ کے معنے بلوغت بھی فرض کئے جاویں تاہم مہد کا زمانہ بہر حال نہیں رہتا۔ دوسرے بچپن میں نبوت اور کتاب کا ملنا ایک فضیلت ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں ملی جو افضل الانبیاء ہیں۔ تیسرا اگر ان کو بچپن میں نبوت ملتی

تو یہ ایک عظیم الشان اعجوبہ تھا اس زمانہ کے تمام مورخین ورقوں کے ورق سیاہ کر دیتے خصوصاً خدا بنانے والے تو خدا جانے کیا کیا اندھیر ڈھاتے اور مہد میں تبلیغ کرنا نماز زکوٰۃ ادا کرنا خدائی کا کرشمہ بناتے کیونکہ واوصانی بالصلوٰۃ والزکوٰۃ سے تو معلوم ہوتا ہے کہ نماز و زکوٰۃ اُسی وقت فرض ہو گئی تھی۔ چوتھا ایسے اعجوبہ دیکھنے کے لئے جو اپنی نظیر آپ ہی تھا دور دور سے لوگ آتے اور بچپن ہی سے ہزاروں کیا لاکھوں ہی مرید بن جاتے خصوصاً اس ملک میں تو کوئی بھی دشمن نہ رہتا۔ مہد کا بچہ نماز زکوٰۃ ادا کرے تبلیغ کرے کیا یہ کم تعجب انگیز امر ہے کہ پوشیدہ رہ سکتا بلکہ قوم تو اس کو دیکھ کر شیئا فریا کہہ اُٹھے اور اس کے والدہ کو کہا کہ تو کسی رنڈی کے بیٹے تو نہ تھے جو ایسا کام کیا۔ پانچواں قوم میں لانا تواریخ کے بھی خلاف ہے اور عقل کے بھی۔ الف۔ خود یہی آیت شریف بتلاتی ہے کہ فاتت بہ قومھا۔ وہ اس کو اپنی قوم کے پاس لائے اس سے صاف پتہ لگتا ہے کہ وہ بیت المقدس میں نہ تھی کسی اور جگہ میں تھی ورنہ اس کا لانا اپنی قوم کے پاس چہ معنے دارد کیونکہ حضرت مریم مسجد میں ہی رہتی تھیں جیسے قرآن مجید سے ثابت ہے فلما دخل علیھا ذکریا المحراب ۳ یعنے جب کبھی ذکریا اس (مریم) پاس محراب میں جاتے۔ اور قوم وہاں ہر وقت موجود تھی خصوصاً خدام مسجد۔ ب۔ اس کا بیٹا پیدا ہونا بظاہر کوئی خوشی کی بات نہ تھی کہ تولد ہوتے ہی قوم کے پاس لاتے بلکہ یہ تو وہی بیٹا ہے جس کی ولادت کے وقت کہا تھا کہ کاش میں مر کر بھولی بسری ہو جاتی جس قوم نے اسکو شیئا فریا کہنا ہے کیا اس قوم کے نزدیک یہ بچہ کوئی تحفہ یا عمدہ چیز تھی کہ تولد ہوتے ہی قوم کے پاس لائے۔ ج۔ فاتت بہ قومھا سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ بعد ولادت بچہ کو کچھ عرصہ بعد لائے کیونکہ حرف فا عموماً تعقیب کے لئے ہوتا ہے۔ فحملتہ فانتبذت بہ مکانا قصیا ۱۶ یعنے بعد حمل وہ کسی دور مکان میں چلے گئے۔ اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ بعد حمل وہ بیت المقدس میں نہیں رہیں اور یہ جانا وضع حمل کے لئے نہ تھا کیونکہ فاجاءھا المخاض میں بھی حرف فا ہے جو تعقیب کے لئے ہے یعنے دور چلے جانے کے بعد کچھ عرصہ گذار کر اس کو درد زہ ہوا نیز اگر وہ

بیت المقدس میں تھے تو اس کو کیا ضرورت تھی کہ اپنا مکان چھوڑ کر جو پردہ دار ہوتا ہے درخت کھجور کے نیچے جو عموماً بے پردہ ہوتا ہے تولد کے لئے جاتی۔ حالانکہ بیت المقدس کی مسجد وہ مسجد تھی جسکے بنانے ڈیڑھ لاکھ سے زاید آدمیوں نے تیرہ سال کام کیا کیا اس میں کوئی حجرہ نہ تھا۔ و نیز وہ تمام بنی اسرائیل کا قبلہ تھا جہاں ہزاروں حاجیوں کی ہر روز آمد و رفت تھی کیا وہاں کوئی مکان علیحدہ نہ تھا و نیز خود یہ مریم مسجد کی خادمہ تھی اور اسکے رہنے کا مکان علیحدہ تھا جیسا قرآن مجید سے ثابت ہے لفظ المحراب کے ساتھ۔ اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ درخت کھجور کسی اور جگہ کا ہے اس کو الہام ہوا کہ کھجور کو ہلا کر کھجوریں گرنیگی پانی سے ملا کر کھا۔ معلوم ہوتا ہے کہ تنہائی ہے اور سفر ہے کیونکہ وہاں کوئی اتنا آدمی بھی نہیں کہ اُس کو درخت سے کھجوریں اُتار کر پانی میں بھگو کر کھلائے مسجد میں تو کئی آدمی خدمت کے لئے موجود ہوتے ہیں۔ جب وہ مسجد میں ۹ ماہ رہی تو ۹ ماہ تک حمل کیونکر چھپ سکتا ہے تاکہ وقت وضع اس کو پردہ میں چھپانے کی ضرورت پڑتی۔ جب الہام الٰہی نے اُس کو بتلا دیا تھا تو پھر اس کو وضع حمل تک چھپانے کی کیا ضرورت ہے جب کہ حمل ۹ ماہ تک مسجد میں موجود رہا اور مشہور ہو گیا تو اب اس کو کس بات کی شرمندگی تھی کہ اُس نے کہا ہے میں مر جاتی نسیا منسیا ہو جاتی۔ شیئا فریا بھی وقت شہرت حمل کہنا تھا اگر وہ وہاں موجود تھی بعد تولد کیوں کہا گیا کیونکہ وقت حمل ہی علم ہو جانا چاہیئے تھا۔ فاما ترین من البشر یعنے اگر تو کسی آدمی کو دیکھے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ وضع حمل کسی ایسی جگہ ہوا جہاں آدمی بکثرت موجود نہ تھے۔ قد جعل ربک تحتک سریا ۱۶ تیرے رب نے تیرے نیچے پہلے سے ہی چشمہ جاری کر رکھا ہے اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ کوئی شہر کا مکان نہیں کوئی ایسی جگہ ہے جہاں درخت کھجور ہیں اور نہریں جاری ہیں۔ اگر روز ولادت جیسے عموماً مشہور ہے وہ قوم کے پاس لے جاتے تو مسیح علیہ السلام والسلام علی یوم ولدت کے بجائے والسلام علی الیوم عند الولادۃ فرماتے بلکہ ولدت ماضی کا زمانہ بتلا رہا ہے۔ والسلام علیّ سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ ولادت کا وقت اس بچہ کیلئے

زیادہ خطرناک تھا اور وہ سفر اور بیکسی اور بے بسی اور تنہائی تھی جو لازم سفر ہے۔ اس زمانہ کے تواریخ بالاتفاق ولادت مسیح بیت لحم میں بیان کرتی ہے متی ۲/۱ لوقا ۲۔ ہیرودوس کے مرنے تک مصر میں رہو متی ۲/۱۵ پھر ناصرت میں متی ۲/۲۳۔ ناصرت (جلیل) سے آکر یوحنا سے بپتسمہ پایا مرقس ۱/۹ جلیل (ناصرت) میں حاملہ ہوئی لوقا ۱/۲۷ یوسف مع مریم اسم نویسی کے لئے بیت لحم کو گیا لوقا ۲/۴ وہاں اپنا پلوٹھا بیٹا جنی کہ سرائے میں جگہ نہ ملے لوقا ۲/۷۔ اسے (یسوع کو) اُستادوں کے بیچ بیٹھے ہوئے اُن کی سنتے اور اُن سے سوال کرتے پایا لوقا ۲/۴۶ یسوع آپ برس تیس ایک کا ہو جب شروع کیا لوقا ۳/۲۳ تب یسوع جلیل سے یردن کے کنارہ یوحنا کے پاس آیا اور بپتسمہ لیا اور چالیس روز شیطان سے آزمایا گیا اور یوحنا کی گرفتاری کے بعد منادی شروع کی متی ۳/۱۳ پس قرآن مجید اور تواریخ سے ثابت ہے کہ حضرت مریم صدیقہ حضرت مسیح کو روز ولادت یا بچپن میں بیت المقدس نہیں لے گئیں بلکہ اُن کی ولادت بیت لحم میں کسی سرائے کے خارج درخت کھجور کے نیچے (بسبب جگہ نہ ملنے کے سرائے میں)۔ جہاں نہر جاری اور کھجور کے درخت لگے ہوئے تھے اور گورنر بیت المقدس کے خوف سے جبتک زندہ رہا حضرت مسیح کو بیت المقدس نہیں لیگئے۔ دوسرا ہمارا اعتراض ہے کان فی المھد صبیا پر سو کان ماضی ہے جس سے معلوم ہوتا ہے کہ بوقت گفتگو بچپن کا زمانہ گذر چکا ہے اگر وہ اس وقت بچہ ہوتا تو بجائے لفظ من کان کے من ہو فی المھد صبیا کہتے حالانکہ ایسا نہیں کہا اُس کے معنے ہیں جو مہد میں بچہ تھا دوئم مفردات راغب جلد اول صفحہ ۵۰۳ میں ہے صبا فلان نزع (عن شیء) و اشتاق (الی شیء) حن (؟) و تعاطی فعل الصبیان یعنے صبا کے معنے ہیں جو ایک کام کو چھوڑ کر دوسرے کام کا شوق کرے۔ اور بچوں کا سا کام کرے مسیح نے بھی ان کا مروجہ طریق اور مسایل ناجائز کو ترک کیا اور تجدید شریعت کی (جو اُن کے نزدیک بچوں کا کھیل اور ہنسی کی بات تھی اور یہ ہنسی کل انبیاء کے ساتھ ہوتی رہی انما نحن مستھزءون ہی کہتے رہے تب ہی اس کا نتیجہ حاق بھم ما کانوا بہ یستھزءون ہوتا رہا۔ یہاں یہ سوال پیدا نہیں ہو سکتا کہ حضرت

یحییٰ کو نبوت بچپن میں ملی اس لئے کہ آتیناہ الحکم صبیا و حنانا ۱۶/۴ کے معنے ہیں ہم نے اس کو نبوت اس لئے دی کہ وہ سردار تھا اور قوم کا ہمدرد۔ صبیاً کے معنے ہیں سردار کیونکہ دوسری جگہ قرآن مجید میں بجائے صبیاً کے لفظ سیداً و حصوراً آیا ہے۔ صبی طفل ... و مہتر و گرامی و رئیس قوم منتہی الارب کیونکہ منصب نبوت ذلیل کو نہیں دیا جاتا اور حضرت یحییٰ حضرت ذکریا کے بیٹے تھے جو ہیکل کا مالک اور کریم ابن الکریم تھا۔ الصبی رأس القوم۔ صبی الیہا۔ حناناً قاموس اس طرح حنانا تفسیر ہوئی صبیاً کے اور دا تفسیر ہے یعنے چونکہ حضرت یحییٰ سردار تھے اور قومی ہمدردی اُن کو بہت تھی ہم نے ان کو نبی بنا دیا۔ نیز اگر اعتراض فاشارت الیہ ہے مگر صرف اشارہ کے سبب اعتراض پیدا نہیں ہو سکتا۔ کیا سوائے بچہ کے کسی اور کی طرف اشارہ نہیں کیا جاتا بچوں جوانوں بوڑھوں سب کی طرف اشارہ ہو سکتا ہے۔ چوتھا مدار اعتراض ہے شیئاً فریاً مگر یہ بھی اعتراض نہیں ہو سکتا کیونکہ جب اُن کو علم ہوا تب اُنھوں نے شیئاً فریاً کہدیا یہ اعتراض کی تب تائید کر سکتا ہے کہ جب یہ بات ثابت ہو جاوے کہ اُن کو بچپن میں ہی وہ ملے گئے اور انھوں نے دیکھکر شیئاً فریاً کہدیا۔ شیئاً فریاً یعنے امر عظیم۔ اگر بچہ ان کے ہاں پیدا ہوتا تو یہ لفظ ایام حمل میں ہے نہ بعد ازاں وغیرہ کہ چھپے ہوتے و نیز تحملہ کے معنے میں ثابت ہو چکا کہ مسیح اُس وقت بچہ نہ تھا پس فریاً یعنے افترا۔ یا تو اس لئے اُنھوں نے کہدیا کہ حضرت مسیح کی ولادت بن باپ مشہور ہو چکی تھی اور ان کو اب بھی مریم کے ساتھ بعد مدت گفتگو کا موقع ہوا یا اس لئے کہ حضرت کی سخت زبانی (سانپ اور سانپوں کے بچے بد اور حرامکار) سُنکر بمقابلہ ان کے الفاظ اُستاد اور نیک اُستاد اور خداوند کے باوجودیکہ وہ لوگ بڑے بڑے اُمرا و فضلا علما مشائخ بھی تھے شیئاً فریاً کہدیا ہو کہ نیکوں کی اولاد ایسے نہیں ہوا کرتی۔ یا اس لئے کہ تعلیم حضرت مسیح اُن کے رسوم و عادات کے خلاف تھی جیسے قاعدہ ہے کہ کل انبیا بما لا تہویٰ انفسکم ہی آیا کرتے ہیں اور یہی وجہ ہے کہ تمام لوگ ان کے مخالف ہو جاتے ہیں اور نبی کو مفتری اور کذاب اور مجنون اور ساحر کہا کرتے ہیں انھوں نے بھی کہدیا ہو گا جیسے قالوا یا صالح قد کنت فینا مرجوا ۱۲/۶ یعنے اے صالح تو تو ہم میں ایک ہونہار آدمی تھا۔ انک لانت الحلیم الرشید ۱۲/۸ شعیب تو کیا دانا اور بھلا مانس تھا۔ انا لنراک فی ضلال مبین ۸/۱۵ یعنے اے نوح ... تو تو اب گمراہ ہو گیا انا لنراک فی سفاھۃ ۸/۱۵ یعنے اے ہود تو کیسی موٹی عقل کی باتیں اب کرنے لگ گیا حالانکہ تو دانا تھا۔ آجکل ہمارے مخالفوں کی بدزبانی کی حد ہی ہو گئی ہے لہذا اب تو زیادہ ثبوت دینے کی ضرورت بھی نہیں رہی ہماری غرض ان آیات سے حضرت مسیح کو بچپن میں نبوت کا ملنا ثابت نہیں ہوتا۔ اور امور خلاف معمول کے لئے ثبوت بین قطعی الدلالت کا ہونا ضروری ہے ایسے امور کے لئے قرائن و الفاظ ذوالوجوہ قابل اعتبار نہیں ہو سکتے ہاں بعد ثبوت کامل قرائن موید ہو جاتے ہیں و نیز تحملہ سے معلوم ہوتا ہے (اگر معنے گود میں اٹھانے کے لئے جاویں) کہ بچہ گود میں تھا نہ مہد میں تو ان کو بجائے فی المہد کے فی الحجر کہنا چاہئے تھا اگر مہد کے معنے مجازاً گود لئے جاویں تو پھر اصل کو چھوڑ کر مجاز کیوں ... لیا جاوے۔

س۶ مرزا صاحب کے مسیح موعود ہونے کا ثبوت کیا قرآن میں بھی ہے۔

ج۶۔ ثبوت تو قرآن مجید میں بکثرت موجود ہے مگر افسوس تو یہ ہے کہ آپ کو کوئی کس طرح سمجھائے کسی اندھے کا علاج تو ہو سکتا ہے مگر جو دیدہ دانستہ باوجود موجودگی آنکھ کے نہ دیکھے اُس کا علاج کس طرح ہو سکے۔ آپ اپنے خطوط میں ہمیشہ لکھتے ہیں الحکم میں شایع کر دو۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ الحکم ضرور پڑھتے ہیں مگر افسوس کہ صرف تشنہ ہی اول سنہ ۰۶ میں میری طرف سے مرزا صاحب کے مسیح موعود ہونے کا ثبوت الحکم ۳۱ جنوری ۰۶ ۔ ۷ فروری ۰۶ ۔ ۱۷ اپریل ۰۶ ۔ ۲۴ اپریل ۰۶ ۔ اخبار بدر ۲۴ مئی ۰۶ ۔ الحکم ۲۴ مئی میں قرآن مجید سے دیا گیا باوجود اس قدر ثبوت کے پھر آپ پوچھتے ہیں کہ قرآن مجید میں بھی کوئی ثبوت ہے اب آپ کو سوائے دعا کے اور کیا جواب دیا جاوے مومن کے لئے ایک آیت قرآنی بھی کافی ثبوت ہے فبای حدیث بعد اللہ و آیاتہ یومنون جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے تقشعر منہ جلود الذین یخشون ربہم ثم تلین جلودہم و قلوبہم الی ذکر اللہ ۲۳/۱۸ یعنے جن کو خدا کا خوف ہو ... اُس کے سُننے سے اُن کے بال کھڑے ہو جاتے ہیں پھر ان کے چمڑے اور دل نرم ہو جاتے ہیں ذکر یعنے کلام الٰہی کے قبول کرنے کو۔ انما المومنون الذین اذا ذکر اللہ وجلت قلوبہم و اذا تلیت علیہم آیاتہ زادتہم ایمانا۔ یعنے مومن وہ ہوتے ہیں کہ جب ذکر الٰہی کیا جاوے اُن کے دل ڈر جاتے ہیں اور جب اللہ تعالیٰ کی آیات انپر پڑھی جاویں اُن کا ایمان بڑھ جاتا ہے۔ بہر حال آپ اخبار الحکم کو جب حوالجات صدر دوبارہ غور سے پڑھیں تا کہ اگر اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے چاہے تو آپ پر سکینہ نازل فرماوے اور اگر آپ کو حضرت مسیح موعود کے معاملہ میں کوئی خاص بات کھٹکتی ہے تو اُس سے اطلاع دیں تا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور توفیق سے اُس کے ازالہ میں کوشش کی جاوے و ما توفیقی الا باللہ ولا حول ولا قوۃ الا باللہ۔ کیونکہ انسان عالم الغیب نہیں اور نہ علیم بذات الصدور ہے جب تک خاص آپ کے دل کا کھٹکا معلوم نہ ہو فقیر کیا کہہ سکتا ہے۔

س۷ کیا مرزا صاحب نے صرف سر سید احمد خان سے مسئلہ وفات معلوم کر کے فائدہ اُٹھایا ہے یا کسی اور نے بھی اکابر اُمت سے ثبوت وفات مسیح دیا ہے اور وہ کیا ہے۔

ج۷۔ ہرگز ہرگز سر سید سے حضرت نے مسئلہ وفات مسیح کو نہیں لیا اور سر سید نے لکھا ہی کیا ہے اور ثبوت ہی کیا دیا جہاں تائید الٰہی کام کرے وہاں سر سید کی کیا پرواہ ہے بلکہ حضرت نے سر سید کی تفسیر کو دیکھا بھی نہیں اور یہ میری روئیت کی شہادت بلکہ یہ تفسیر حضرت کے پاس بھی نہیں اگر فرض کر لیا جاوے کہ سر سید سے وفات کا مسئلہ سُنا اور اُس کو جائز رکھا تو اس میں قباحت ہی کیا ہے انبیا اصلاح کے لئے آتے ہیں جو اصلاح پیشتر موجود ہو اُس کو رہنے دیتے ہیں چنانچہ قرآن مجید میں ہے ما ننسخ من آیۃ او ننسہا نات بخیر منہا او مثلہا ۱/۱۳ یعنے اگر ہم کوئی مسئلہ بدل دیتے ہیں یا کسی مسئلہ کو چھوڑ دیتے ہیں یعنے اپنے حال پر رہنے دیتے ہیں تو اُس کے عوض اُس سے بہتر یا اُس کے مثل لاتے ہیں جیسے کتب علیکم الصیام کما کتب علی الذین من قبلکم ۲/۷ یعنے تم پر روزہ لکھے گئے اس لئے کہ اگلوں پر بھی لکھا گیا تھا یعنے یا ایک خوبی تھی اسواسطے اس کو اپنے حال پر رہنے دیا دوسری جگہ فرمایا واذا بدلنا آیۃ مکان آیۃ واللہ اعلم بما ینزل قالوا انما انت مفتر ۱۴/۲۰ یعنے جب ہم لاوے کوئی (سچا) مسئلہ بجائے کسی (ناحق اور جھوٹے) مسئلہ کے جو اُن کے ہاں مروج ہو اور اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے جس مسئلہ کو وہ اب اُتار رہا ہے تو کافروں نے حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مفتری کہدیا جیسے آجکل وفات مسیح کے مسئلہ پر کس قدر دُنیا نے فساد کیا غرض مسایل حقہ قایم رکھے جاتے ہیں کہ وہ من عند اللہ ہوتے ہیں اور وہ سنت اللہ اور کلمات اللہ ہوتے جو کبھی بھی نہیں بدلتے جیسے لا تبدیل لکلمات اللہ ۱۱/۱۲ ولن تجد لسنت اللہ تبدیلا ولن تجد لسنت اللہ تحویلا ۲۲/۱۷ یعنے خدا کی باتیں نہیں بدلا کرتیں کیونکہ وہ تو سنت اللہ ہوتی ہیں اور سنت اللہ کبھی بھی نہیں بدلتی۔ اللہ تعالیٰ ایک اور جگہ اس کی زیادہ تفصیل بیان فرماتا ہے۔ وانزلنا الیک الکتاب بالحق مصدقا لما بین یدیہ من الکتاب و مہیمنا علیہ ۱۱/۶ یعنے ہم نے تیری طرف اس کتاب کو اُتارا ضرورت حقہ کے ساتھ وہ تصدیق کرتا ہے اُس کتاب کی جو اُس کے سامنے ہے یعنے اُس کی تمام خوبیوں کی تصدیق کرتا ہے اور ان کو اپنے دفتر (قرآن مجید) میں داخل کر دیتا ہے اور حفاظت کرتا ہے اور ردی کو رد کر دیتا ہے۔ پھر اللہ تعالیٰ عباد اللہ کی تعریف میں فرماتا ہے الذین یستمعون القول فیتبعون احسنہ ۲۳/۱۶ یعنے عباد الرحمن وہ ہیں جو باتیں سُنکر عمدہ کو مان لیتے ہیں بھلا آپ ہی فرماویں اگر آپ کسی عیسائی یا آریہ سے مذمت شراب سُن لیں تو اُس کو نہ مانینگے یا یہ سمجھینگے کہ قرآن مجید میں حرمت شراب اس لئے ہے کہ مذہب ہنود و عیسائی اسلام سے پہلے تھا اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے سُنکر قرآن مجید میں لکھدیا نعوذ باللہ۔ غرض حضرت امام ہمام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے مسئلہ وفات مسیح روح القدس سے لیا اگر سر سید سے بھی لیتے تو حرج نہ تھا کہ تمام ماموروں کا یہی کام ہے کہ باطل کو باطل کرنے حق کو قایم رکھتے اور اسی واسطے مبعوث ہوتے ہیں یہی وجہ ہے کہ جب قرآن مجید نے مسایل باطلہ کے تبدیل تنسیخ ترمیم کی تو کفار نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مفتری کہا چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ذکر فرمایا۔ واذا بدلنا آیۃ مکان آیۃ واللہ اعلم بما ینزل قالوا انما انت مفتر ۱۴/۲۰ یعنے جب ہم لائے کوئی سچا مسئلہ کسی باطل مسئلہ کے بدلنے اور دور کرنے کے لئے حالانکہ اللہ تعالیٰ خوب جانتا ہے جس مسئلہ کو وہ نازل کر رہا ہے تو کافروں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو مفتری

کہدیا۔ ورنہ کلمات اللہ کبھی نہیں بدلا کرتے خواہ کسی زمانہ ہی میں نازل ہوئے ہوں کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے سنت اللہ التی قد خلت من قبل ولن تجد لسنت اللہ تبدیلا ۲۲/۱۴ لاتبدیل لکلمات اللہ ۱۱/۱۲ یعنے سنت اللہ کبھی نہیں بدلتی اور یہی قانون دائمی اللہ تعالیٰ کا ہے کیونکہ سنت اللہ یعنے احکام الٰہی کلمات اللہ ہیں اور کلمات اللہ نہیں بدلا کرتے۔

دوسرا حصہ سوال کا یہ ہے کہ اکابران اُمت سے بھی کسی نے وفات مسیح کا ثبوت دیا ہے یہ سوال پہلے حصہ سے بھی زیادہ بودا ہے ایسا سوال کرنا مومن کا کام نہیں کہ کفار کہتے تھے ماسمعنا بہذا فی اباءنا الاولین ۱۸/۲ یعنے یہ بات اباؤ اجداد سے کبھی نہیں سُنی۔ کیا جو بات پہلے کسی سے نہ سُنی ہو۔ یا کسی نے نہ لکھی ہو وہ قابل پذیرائی نہیں ہوتی اس طرح عیسائی یہود ہندو وغیرہ بھی کہہ سکتے ہیں کہ اسلام کی سچائی نہ ہمارے کسی بزرگ نے لکھی ہے نہ کسی پنڈت پادری نے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نسبت یہود کا یقین تھا کہ بنی اسرائیل سے آئینگے اور عیسائیوں کا یقین تھا کہ مسیح خود خدا آچکا اب کوئی رسول نہیں آئیگا تو کیا یہود و عیسائی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نہ ماننے میں حق پر تھے یا کم سے کم معذور تھے کیونکہ ان کے نزدیک ان کے اکابر امت میں سے کسی نے کسی رسول کا ہونا یا بنی اسماعیل سے ہونا نہیں لکھا تھا اب میں آپ کو کسی قدر ثبوت وفات مسیح بھی لکھتا ہوں اور اس کا استیفا حضرت امام ہمام علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تحریراً و تقریراً اس قدر کیا ہے کہ میری یہ مختصر تحریر اس کے عشر عشیر کی بھی متحمل نہیں ہو سکتی۔ سب سے اول اللہ اکبر کبیر نے وفات مسیح کا ثبوت دیا ہے۔

(۱) یاعیسیٰ انی متوفیک ورافعک الیّ ومطہرک من الذین کفروا وجاعل الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الیٰ یوم القیامۃ ۳/۱۴ اے عیسیٰ میں تجھے وفات دونگا پھر وفات بھی وہ وفات ہوگی جس سے رفع ارواح علیین کی طرح ہوتی ہے یعنی صلیب سے تجھے بچا لونگا اور جو اعتراض تیرے پر یہود کرتے ہیں یا کرینگے اس سے بھی میں تیری تطہیر کرونگا اور علامت ان وعدوں کے ایفا کے یہ ہوگی کہ تیرے منکرین (یہود) پر تیری تابع مسلمان اور عیسائی قیامت تک سلطنت کرینگے چونکہ تیسری صدی عیسوی میں زمانہ شاہ قسطنطین سے سلطنت عیسوی اور زمانہ حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے سلطنت اسلام شروع ہو گئے جو آجتک دونوں موجود ہیں اور یہود ان کے ماتحت ہیں اس لئے ثابت ہوا کہ وفات مسیح جس سے ان کا روح آسمان پر اُٹھایا گیا تیسری صدی عیسوی سے پہلے ہو چکی ہے توفی کے لفظ کی تحقیقات کے لئے دیکھو ازالہ اوہام ۲۴ دفعہ لفظ توفی قرآن مجید میں قبض روح کے لئے آیا ہے اور سوائے اسکے کسی اور معنے میں نہیں آیا۔

. . . .

. . . . . . ۲۰ وجیہا فی الدنیا والآخرۃ ۳/۱۲ یعنے دنیا اور آخرۃ میں بڑا وجاہت والا ہوگا جس زندگی کا ذکر اناجیل میں ہے اور جس کا خاتمہ بظاہر صلیب پر ہوا اُس کی وجاہت تو یہی تھی کہ لوگ سنگسار کرنے لگتے یا گرفتار کرنے لگتے تو وہ بھاگ جاتے اور کہتے تھے کہ ابن آدم کے لئے سر رکھنے کی بھی جگہ نہیں۔ اگر صلیب سے اُتر کر کسی دوسری جگہ عزت نہیں پائی تو وہ وجاہت کب ملیگی اگر کہیں کہ پھر آکر عزت پائینگے تو موجودہ لوگوں کو اس وجاہت کے دعوے کا کیا ثبوت دیا جاویگا اور بعد اس کے ہے ومن المقربین یعنے باوجود وجاہت مقربین سے ہوگا اب یہود کو مثلاً کس طرح مقرب ہونے کا ثبوت دیا جاوے اگر زندہ آسمان پر چڑھنا مانا جاوے کہ اُن کا دعوے ہے استثنا ۱۸/۱۸ کے مطابق وہ جھوٹا نبی تھا استثنا ۲۱ کے مطابق ملعون تھا کہ مصلوب ہوا۔ پس سچی بات یہی ہے کہ بموجب یونس والی پیشگوئی کے متی ۱۲ وہ زندہ صلیب سے اُترا زندہ قبر میں رہا۔ زندہ قبر سے نکلکر کھوئی ہوئی بھیڑوں کی کابل و کشمیر میں ہدایت کرتا ہوا کشمیر میں فوت ہوا اور بسبب اس بڑے لمبے سفر کے مسیح یعنے بڑا سیاح بھی۔ چنانچہ سرحد پشاور پر عیسیٰ خیل و عیسیٰ زئی اقوام اسی کی اولاد سے معلوم ہوتے ہیں

(۳) ولکم فی الارض مستقر ومتاع الیٰ حین ۱/۹ یعنے تمہارے لئے اس زمین میں ٹہرنے کی جگہ ہے اور فایدہ ہے وقت مقرر تک الیٰ حین الموت ابو سعود جلد اول صفحہ ۲۸۹ یعنے موت کے وقت تک حین الحیات والممات تفسیر کبیر صفحہ ۳۲۵ زندگی میں بھی اور مرکر بھی وقت انقضاء آجالکم جلالین وجمل جلد ۲ صفحہ ۱۵۵ یعنے تمہاری زندگی گذرنے تک۔

(۴) وما ارسلنا قبلک من المرسلین الا انہم لیاکلون الطعام ۱۸/۱۷ ہم نے تجھ سے پہلے کسی رسول کو بھی نہیں بھیجا مگر وہ کھانا کھایا کرتے تھے۔ جمیع الرسل یحتاجون الی التغذی ابن کثیر جلد ۷ صفحہ ۱۳۷ ان (ای اکل الطعام) عادۃ مستمرۃ من اللہ فی کل رسلہ تفسیر کبیر جلد ۶ صفحہ ۳۶۳ و ابو سعود جلد ۳ صفحہ ۲۲۳ یعنے سارے رسول غذا کے محتاج تھے اور یہی اللہ تعالیٰ کی عادت قدیمی ہے کُل رسولوں میں اور کانا یاکلان الطعام ۶/۱۴ سے ثابت ہے کہ اب وہ کھانا نہیں کھاتے اس لئے اس سے بھی وفات ثابت ہوتی ہے۔ والذین یدعون من دون اللہ لا یخلقون شیئاً وہم یخلقون اموات غیر احیاء ۱۴/۸ یعنے جن لوگوں کو خدا تعالیٰ کے سوا مُشرک لوگ پکارا کرتے ہیں (جیسے عیسائی وغیرہ) وہ کسی چیز کو بھی پیدا نہیں کر سکتے (نہ چڑیوں کو نہ کسی اور چیز کو) بلکہ وہ تو خود پیدا شدہ ہیں وہ تو مر چکے ہرگز زندہ نہیں۔

(۵) وجعلنی مبارکا اینما کنت ۱۶/۳ اور مجھ کو اللہ تعالیٰ نے مبارک بنایا ہے جہاں میں ہوں معلما للخیر ابو سعود جلد ۶ صفحہ ۱۱ قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مبارکا نفاعا للناس ومعلما ومودبا و هادیا و مهدیا ابن الجوزی در منثور جلد ۱۱ صفحہ ۲۷ وانہ ۲ واجمع الفقہاء علیٰ قول اللہ تعالیٰ عزوجل وجعلنی مبارکا الامر بالمعروف والنہی عن المنکر اینما کان ابن کثیر جلد ۶ صفحہ ۱۹۵ یعنے میں جس جگہ ہوں گا عمدہ باتوں کی تعلیم ہی کرتا رہوں گا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگوں کو نفع پہنچاتا رہیگا اور تعلیم اور تادیب اور ہدایت کرتا رہیگا جہاں ہوگا اور فقہا نے اجماع کیا ہے۔ اگر اب مسیح زندہ ہیں تو کہاں اور کس کو نفع اور ہدایت اور امر معروف کیا کرتے ہیں۔ (۶)

۴ الف دوسری جگہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے و اذ اخذ اللہ میثاق النبیین لما اتیتکم من کتاب وحکمۃ ثم جاءکم رسول مصدق لما معکم لتؤمنن بہ ولتنصرنہ ۳/۱ اللہ تعالیٰ نے پختہ وعدہ لیا نبیوں سے کہ تم میں کتاب و حکمت دیتا ہوں پھر ایک عظیم الشان رسول آویگا جو مصدق ہوگا اُن پیشگوئیوں کا جو تمہارے پاس ہیں ضرور ضرور ایمان لاؤ اس کے ساتھ اور اس کی مدد کرو۔۔۔ جو اس سے مڑ جاویگا وہ فاسق ہوگا۔ اب اگر مسیح نازل ہوئے تو وہ نماز و زکوٰۃ کس مذہب کے ادا کریں گے اگر مذہب موسوی کی ادا کریں تو اس آیت کے خلاف ہے بلا فاتق کا وعید ساتھ ہے اور اگر اسلامی طور ادا کریں تو اوصانی بالصلوٰۃ کے خلاف ہے۔

ب اب اگر زندہ ہیں تو زکوٰۃ کس کو دیتے ہیں کیونکہ زکوٰۃ کی شرط صرف زندگی ہے نہ زمین پر ہونا نہ مالدار ہونا۔

کقولہ تعالیٰ واعبد ربک حتیٰ یاتیک الیقین اخبرہ بما ہو کائن من امرہ الیٰ ان یموت ابن کثیر جلد ۶ صفحہ ۱۹۵ یعنے یہ آیت شریف ایسی ہے جیسی واعبد ربک والے یعنے اللہ تعالیٰ کی ہر قسم کی عبادت جانی و مالی کرتا رہ جبتک تجھ موت آجاوے اللہ تعالیٰ نے حضرت مسیح کو جو کچھ اُنھوں نے اپنی زندگی میں کام کرنے تھے سب کی خبر کردی۔

ان ہو الا عبد انعمنا علیہ وجعلناہ مثلاً لبنی اسرائیل ولو نشاء لجعلنا منکم ملائکۃ فی الارض یخلفون وانہ لعلم للساعۃ ۲۵/۱۲ یعنے مسیح میں سوائے بشریت کے اور کوئی بات زیادہ نہ تھی ہاں ہم نے اسپر نبوت کا انعام کیا تھا۔ اور عملی حصہ میں بنی اسرائیل کو بطور مثال سمجھا دیا تھا کہ اب سلسلہ نبوت تم میں ختم ہو گیا کیونکہ یہ آخری نبی باپ کی طرف سے بنی اسرائیل نہیں اور آئندہ ارادہ الٰہی یہ ہو چکا ہے کہ بنی اسرائیل سے خلافت موقوف ہو کر ملایک میں سلسلہ خلافت شروع ہو جو وہ بھی تم میں سے ہی ہونگے یعنے انسان ہی ہوں گے اور وہ زمین کے ہی باشندے ہوں گے یعنے آسمان سے کوئی نازل نہ ہوگا۔ اور سلسلہ خلافت اسی طرح چودھویں صدی تک جاری رہے گا یعنے چار یار کبار سے چل کر مسیح موعود تک کیونکہ یہ مسیح اس گھڑی کا علم ہے یعنے اس کے زمانہ سے مسیح موعود کے زمانہ کا پتہ لگتا ہے جو چودھویں صدی ہجری ہے و نیز اُس نے تم کو بار بار مسیح موعود کی علامات بیان کر دی ہیں۔ چنانچہ کہا۔ خبردار کوئی تمھیں گمراہ نہ کریں کیونکہ بہتیرے میرے نام پر آویں گے اور کہینگے کہ میں مسیح ہوں (دیکھو دعوے پگٹ) اور بہتوں کو گمراہ کریں گے اور تم لڑائیوں اور لڑائیوں کی افواہوں کی خبر سنوگے خبردار مت گھبراؤ کہ ان سب باتوں کا ہونا ضرور ہے پر اب تک آخر نہیں ہے کہ قوم قوم پر اور بادشاہت بادشاہت پر چڑھ آویگی (دیکھو جنگ ٹرانسوال و جاپان و روم روس وغیرہ) اور کال اور مری پڑیگی اور جگہ جگہ بھونچال آوینگے (دیکھو زلزلہ کانگڑہ

(۶) واوصانی بالصلوٰۃ والزکوٰۃ مادمت حیا ۱۶/۲ یعنے اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ نماز زکوٰۃ موسوی ہی ادا کرتا ہوں جبتک میں زندہ رہوں ۲

ویلو اسٹریلیا وغیرہ اور دیکھو اذا زلزلت الارض زلزالہا اور زلزلۃ الساعۃ جن کی پیشگوئی تکم بدر میگزین میں درج ہے) اور کال اور مری پڑیگی۔ (دیکھو طاعون صفحہ آتش دیگر سیلاب زلازل یہ سب کچھ مُصیبتوں کا شروع ہے متی ۲۴ ... پر جو آخر تک سہیگا وہی نجات پائیگا اور بادشاہت کی اس خوشخبری کی منادی تمام دُنیا میں ہوگی تاکہ سب قوموں پر گواہی ہو تب آخر ہو گا۔ پس جب تم اس ویران کرنے والے مکروہ چیز (شرک) کو جس کی خبر دانیل نبی نے دی اور جس وقت سے دائمی قربانی موقوف کی جائیگی اور وہ مکروہ چیز جو خراب کرتی ہے قایم کی جاویگی ایک ہزار دو سو نوے دن (سنہ ۱۲۹۰) ہونگے مبارک وہ جو انتظار کرتا ہے اور ایک ہزار تین سو پینتیس روز تک آتا ہے دانیل ۱۲/۱۲ پاک جگہ اسلام قبیلہ میں کھڑے دیکھو یعنے مسلمان مرتد ہونے لگ جاویں (جو پڑھے سو سمجھ لے) تب جو یہودیہ میں ہوں پہاڑوں پر بھاگ جاویں متی ۲۴/۱۴ ۲۵/۲۴ تک ... لوق ۱۳/۶ و ۲۱/۸ ۲۹

غرض اسی آیت شریف میں فرمایا کہ مسیح میں بشریت سے بڑھکر اور کوئی بات نہ تھی ہاں نبوت تھی مگر جس طرح کوئی نبی ہمیشہ کے لئے زندہ نہیں رہا اور نہ زندہ بجسم عنصری جسم کے ساتھ آسمان پر گیا اسی طرح مسیح بھی نہ زندہ ہے نہ آسمان پر۔ اور نہ آسمان سے اُترے گا بلکہ جو مسیح آنے والا ہے وہ (منکم) تم میں سے ہی ہو گا۔

(۸) قولوا آمنا باللہ وما انزل الینا وما انزل الی ابراہیم واسماعیل واسحاق ویعقوب والاسباط وما اوتی موسیٰ وعیسیٰ وما اوتی النبیون من ربہم لانفرق بین احد منہم ۱/۱۶ اقرار کرو کہ ہم ایمان لائے اللہ تعالیٰ کے ساتھ اور اُس چیز کے ساتھ جو اُتاری گئی ہماری طرف اور حضرت ابراہیم اسماعیل اسحاق یعقوب اور انبیاے بنی اسرائیل پر اور اس چیز پر جو دی گئی موسیٰ و عیسیٰ اور سدہ انبیا جو اُن کے مابین تھے ہم ان میں کسی میں بھی فرق نہیں کرتے اور نہ کرینگے۔ اب ان انبیا کے مدارج میں تو فرق ہے جیسے تلک الرسل فضلنا بعضہم علی بعض ۱/۳ یعنے ان رسولوں میں ہم نے بعض کو بعض پر فضیلت دی تھی چنانچہ بعض صاحب شریعت تھے جیسے موسیٰ ع بعض تابع شریعت کسی نبی

کے تھے جیسے حضرت مسیح۔ اب معلوم ہوتا ہے کہ یہ کوئی اور تفرقہ ہے جب میں نے مشکوٰۃ کو دیکھا تو رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم نے اس تفرقہ کا بیان فرمادیا وعن ابن عباس رض قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقرء فی رکعتے الفجر قولوا آمنا باللہ وما انزل الینا والتی فی آل عمران قل یا اہل الکتاب تعالوا الی کلمۃ سواء بیننا وبینکم وعن عبد اللہ بن مسعود قال ما احصی ما سمعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یقرء فی الرکعتین بعد المغرب وفی الرکعتین قبل صلوٰۃ الفجر بقل یا ایہا الکافرون وقل ہو اللہ احد مشکوٰۃ باب القراءۃ یعنے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فجر کی سنتوں میں قولوا آمنا باللہ اور قل یا اہل الکتاب تعالوا الی کلمۃ سواء بیننا وبینکم ان لانعبد الا اللہ ولانشرک بہ شیئا ولایتخذ بعضنا بعضا اربابا من دون اللہ فان تولوا فقولوا اشہدوا بانا مسلمون ۳/۱۵ اور کبھی دونوں قل پڑھا کرتے تھے سو قل ہو اللہ احد اور قل یا اہل کتاب میں صریحاً تردید نصاریٰ ہے اور قل یا ایہا الکافرون میں مشرکین کی تردید جن کی ایک قسم نصارے بھی ہیں اس سے معلوم ہوتا ہے کہ قولوا آمنا باللہ والی آیت کو بھی کوئی تعلق تردید عقاید نصارے کے ساتھ ہے اور جب آیت شریف میں غور کیا گیا تو معلوم ہوا کہ سوائے لانفرق بین احد منہم کے اور کوئی فقرہ ایسا اس آیت میں نہیں جس سے کوئی شرک کی بات ثابت ہو سکے پس اس سے معلوم ہوا کہ یہاں کوئی ایسا فرق کرنا مراد ہے جس سے شرک لازم آتا ہو اور جسکو نصارے کے ساتھ تعلق ہی ہو سو وہ عقاید نصارے ہیں جو وہ بعض ایسی صفات میں حضرت مسیح کو مخصوص کرتی ہیں جو دوسرے انبیا میں نہیں اور جو موجب شرک ہیں جیسے مسیح کا ہمیشہ زندہ رہنا۔ آسمان پر زندہ جانا بلا کھانے پینے کے اللہ تعالیٰ کی طرح زندہ رہنا مردے زندہ کرنا بعض جانوروں کو پیدا کرنا وغیرہ پس اس آیت سے ثابت ہوا کہ مسیح دوسرے انبیا کے ساتھ مرنے زمین پر مدفون ہونے وغیرہ صفات میں ہمرنگ ہے کوئی فرق نہیں۔ و نیز بعد ان آیات کے ہے تلک امۃ قد خلت یعنے یہ گروہ مرگیا اس لئے اس آیت سے وفات مسیح ثابت ہے

اور جس موقع پر یہ آیت شریف ہے وہاں ذکر یہود و نصارے ہے چنانچہ رکوع ۱۴ میں قالوا اتخذ اللہ ولدا ... پھر اسی رکوع میں آیت زیر بحث سے پہلے ہے قالوا کونوا ہودا او نصارے تہتدوا یعنے یہود کہتے ہیں یہود بننے میں اور نصارے کہتے ہیں نصارے بننے میں ہدایت ہے اور آیت زیر بحث ان کا جواب ہے ان سے صاف پتہ لگتا ہے کہ مسیح کی حیات وغیرہ امور جن کے ساتھ مسیح کو خاص کیا جاتا ہے ضرور ہی لانفرق میں مراد ہیں۔ پھر اس آیت کے بعد صبغۃ اللہ یعنے خدائی رنگ ہے لے لو بپتسمہ کا رنگ نہ لو پہلے زعفران پانی میں بھگو کر وقت بپتسمہ عیسائی ہونے والے کے سر پر چھڑکا جاتا تھا اس لئے صبغۃ اللہ فرمایا اور آجکل [illegible] صرف [illegible] دیتے ہیں۔

۹۔ وعندہ علم الساعۃ والیہ ترجعون ۲۵/۱۳ یعنے علم الساعۃ اللہ تعالیٰ کے پاس ہے اور جیسے وہ مر کر اللہ تعالیٰ کے پاس پہنچ گیا ہے اسی طرح تم بھی اللہ تعالیٰ کے پاس مر کر اس دنیا سے واپس کئے جاؤ گے۔ رکوع ۱۲ میں مسیح ع کو فرمایا وانہ لعلم للساعۃ یعنے مسیح علم الساعۃ ہے اور یہاں فرمایا علم الساعۃ تو مر کر اللہ تعالیٰ کے پاس پہنچ گیا جیسے تم بھی مر کر اس کے پاس پہنچ جاؤ گے۔ اس سے بھی مسیح کی وفات ثابت ہے۔

۱۰۔ وبرا بوالدتی ۱۶/۵ یعنے اپنی والدہ کے ساتھ احسان کرتا ہے۔ اگر آسمان پر چلا گیا تو والدہ کے ساتھ کیا احسان کیا کیونکہ انجیل سے معلوم ہوتا ہے کہ ان کی والدہ واقعہ صلیب کے وقت زندہ تھے۔

(۱۱)۔ ان الذین یکفرون باللہ ورسلہ ویریدون ان یفرقوا بین اللہ ورسلہ ویقولون نؤمن ببعض ونکفر ببعض ویریدون ان یتخذوا بین ذالک سبیلا اولائک ہم الکافرون حقا ۱/۲۰ یعنے بے شک جو لوگ منکر ہوں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولوں کی اور چاہیں کہ ان میں فرق ڈالیں یعنے اللہ تعالیٰ کو نہ مانیں یا رسولوں کی رسالت کو نہ مانیں یا بعض رُسل کو مانیں بعض کو نہ مانیں یا بعض رُسل میں بعض صفات بشریت سے بڑھکر مانیں غرض کسی قسم کا تفرقہ ڈالیں اور کہیں کہ کسی رسول کی رسالت مانتے ہیں کہ اُس کا عہدہ رسالت ۵ بے گناہ اس سے

چھینا گیا اور کسی زمانہ میں وہ بلا عہدہ نبوت صرف اُمتی بن کر آویگا وہ جانتے ہیں کہ وہ ایک علیحدہ راستہ بین الایمان والکفر (یعنے اس کے ابتدائی نبوت کا ایمان بھی رکھتے ہیں اور آخری زمانہ میں اس کی نبوت سے انکار بھی کرتے ہیں) نکال لیں وہ سچ مچ کے کافر ہیں اس آیت شریف میں اللہ تعالیٰ نے ایسے لوگوں کو جو حضرت مسیح کے اُمتی بن کر آنے کے قایل ہیں یا خلاف [illegible] سدا زندہ رہنے بلا کھانے پینے کے قایل ہیں کافر فرمایا اور حقیقی کافر فرمایا اس لئے کہ اس میں صرف حضرت مسیح کی اہانت ہی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کے ایفائے وعدہ اور سنت قدیمہ پر بھی زد ہے اللہ تعالیٰ کا وعدہ اور سنۃ قدیمہ ہے کہ ان اللہ لم یک مغیرا نعمۃ انعمہا علی قوم حتی یغیروا ما بانفسہم ۱/۱۰ ان الذین آمنوا وعملوا الصالحات لہم اجر غیر ممنون ۲۴/۲۵ یعنے اللہ تعالیٰ ہرگز نہیں بدلاتا اپنی کوئی نعمت بھی جو کسی قوم پر کی ہو جبتک وہ قوم اپنی حالت کو خود نہ بدلے کیونکہ سنت اللہ یہ ہے کہ جو مومن سنوار کے کام کریں ان کو جو اجر دیا جاتا ہے وہ کبھی منقطع نہیں ہوتا حال آنکہ مدعیان حیات مسیح باوجود دعوے اسلام بجائے تغیر اور کمی منصب کے بالکل منصب نبوت سے ہی حضرت مسیح کو جواب دے بیٹھے ہیں۔ بہرحال جبکہ اُمتی بن کر مسیح کے آنیکا انتظار کفر ہے جو فرع ہے ان کی حیات کے تو ان کی حیات کا ماننا جو اصلی ہے آنے کے بطریق اولےٰ کفر ہوا۔ اور اس میں ایک قسم کا تفرقہ بین الرسل بھی ہے۔ نیز اس آیت شریف کے مابعد پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ آیت ضرور حضرت عیسےٰ کے متعلق ہی کیونکہ اس کے بعد ذکر رفع روحانی حضرت عیسےٰ و نفی قتل و صلیب حضرت مسیح کا ... آتا ہے۔

(۱۲) اللہ الذی خلقکم من ضعف ثم جعل من بعد ضعف قوۃ ثم جعل من بعد قوۃ ضعفا وشیبۃ ۲۱/۹ یعنے اللہ تعالیٰ نے تمہاری خلقت کی ابتدا ضعف سے کی پھر بعد ضعف کے قوۃ دی پھر بعد قوۃ کے ضعف اور بوڑھاپا دیا یہاں اللہ تعالیٰ نے انسانی عمر کی تقسیم کر دی تو کوئی انسان اس سنت الٰہیہ سے باہر نہیں رہ سکتا کہ باوجود مرور زمانہ ارذل عمر کو نہ پہنچے۔ اب اکبر الخلق کی شہادت سنو۔

(۱۳) حضرت ابن عباس رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ان کو یہ

۵ جو رسولوں کو اس سے واپس چھین لیا ہے ورکسی رسول کی رسالت کو نہیں مانتے اور کہتے ہیں کہ اس کا عہدہ رسالت

دعا اس طرح (تاکید سے) سکھائی جیسے کہ سورۃ قرآن مجید کی اللّٰھم انی اعوذ بک من عذاب جہنم واعوذ بک من عذاب القبر واعوذ بک من فتنۃ المسیح الدجال واعوذ بک من فتنۃ المحیا والممات مشکوٰۃ باب الدعا فی التشہد

اس دعا میں حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت مسیح کی وفات کی شہادت ہی صرف نہیں دی بلکہ حیات مسیح کے قایل کو دجال بھی فرمایا اس کے معنے یہ ہیں کہ اے اللہ میں تیرے ساتھ پناہ مانگتا ہوں عذاب جہنم اور قبر اور فتنہ مسیح دجال اور فتنہ حیات مسیح و ممات مسیح سے دجال کے ساتھ لفظ حیات کو متصل کرنے میں اشارہ یہ ہے کہ ... دجال کا [illegible] فتنہ یہ ہوگا کہ وہ مدعی حیات مسیح ہوگا اور حیات مسیح کی ثبوت سے اُس کے فتنہ کی حیات ہوگی اور ثبوت ممات مسیح سے اُس کے فتنہ کی ممات ہوگی۔

(۱۴) ان لکل امۃ اجلاً وان لامتی مایۃ سنۃ فاذا مرت علی امتی مایۃ سنۃ اتاہا ما وعدہا اللہ کنز العمال جلد ۷ صفحہ ۱۷۰ ہر ایک امۃ کی کوئی عمر ہوتی ہے (اس زمانہ کے آب و ہوا کے مطابق) اور میری امت کی عمر اوسط سو سال ہے جب ان پر سو سال گذر لیگا وعدہ الٰہی موت کا آجاویگا یعنے عموماً ایسا ہی ہوگا حضرت مسیح بھی اگر زندہ تھے تو امتی تھے اور بموجب حدیث لو کان موسیٰ و عیسیٰ حیین لما وسعہما الا اتباعی ابن کثیر جلد ۲ صفحہ ۲۴۶ یواقیت والجواہر صفحہ ۱۷۴ تفسیر ترجمان القرآن جلد ۲ صفحہ ۱۶۹ یعنے اگر موسیٰ و عیسیٰ زندہ ہوتے تو ان کو سوائے میرے اتباع کے اور کچھ نہ بن پڑتا) پس اس وجہ سے بھی وہ مر چکے۔

(۱۵) ما من منفوسۃ الیوم یاتی علیہا مایۃ سنۃ وہی یومئذ حیۃ کنز العمال یعنے ایسا کوئی انسان آج موجود نہیں جس پر سو برس گذر جاویں اور وہ اس وقت زندہ ہو۔ اگر حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت تک بھی مسیح زندہ فرض کئے جاویں تب بھی مر گئے بموجب اس حدیث کے

(۱۶) ان اللہ تعالیٰ یبعث ریحا [illegible] علی راس مایۃ سنۃ تقبض روح کل مومن کنز العمال یعنے اللہ تعالیٰ کی ایک قسم کی ہوا جس کو ہر ایک سو سال کے بعد بھیجتا ہے وہ ہر مومن کی روح کو قبض کر لیتی ہے۔ اور حضرت مسیح بھی مومن ہیں اس حدیث کے مطابق بھی مر گئے

(۱۷) لعن اللہ الیہود والنصاریٰ اتخذوا قبور انبیاءہم مساجد بخاری مصری جلد ۲ صفحہ ۱۳۳ ... یہود و نصاریٰ تو سوائے حضرت مسیح کے سب کو چور اور شمار کرتے ہیں ان کا نبی سوائے حضرت مسیح کے کوئی نہیں۔ تو وہ قبر مسیح کی ہی ہے ورنہ دوسرے انبیا کو تو وہ چور اور شمار کہتے ہیں نعوذ باللہ منہ۔

(۱۸) ماثبت بالسنۃ صفحہ ۱۱۸ پر ہے کہ اکلیل میں ایک حدیث ہے جس کا مضمون یہ ہے کوئی رسول اولوالعزم عظیم الشان ایسا نہیں جس کی عمر اس کے پہلے نبی سے نصف نہ ہو سو عیسیٰ ۱۲۵ برس پر فوت ہوگئے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عمر ۶۳ سال تھی۔

(۱۹) مستدرک میں ہے عن ابن عمران عیسیٰ عاش مایۃ وعشرین سنۃ کذا فی الاحادیث [illegible] جلالین مع الکمالین صفحہ ۵۰ مطبع مجتبائی دہلی ۱۳۰۷

سوائے اس کے اور بہت سی احادیث ہیں جن کا احاطہ یہ خط نہیں کر سکتا ابد اس کے اکابر امت کی کچھ شہادتیں لکھ کر ختم کرتا ہوں

(۲۰) اکبر الامت حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی شہادت جب حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا انتقال ہوا تو حضرت عمر رض نہیں مانتے تھے بلکہ ایسا کہنے والے کو مار ڈالنے کی دھمکی دیتے تھے اتنے میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ آئے اور خطبہ پڑھکر سنایا کہ جو کوئی محمد صلعم کا پجاری ہے سو آج محمد صلعم کا انتقال ہو گیا اور جو کوئی اللہ تعالیٰ کا پجاری ہے سو اللہ سدا زندہ ہے کبھی نہیں مریگا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل ابن عباس راوی حدیث کہتے ہیں کہ خدا کی قسم گویا لوگ قبل اس کے جانتے ہی نہیں تھے کہ یہ آیت بھی اللہ تعالیٰ نے نازل فرمائی ہے یہاں تک کہ حضرت صدیق اکبر نے پڑھی اور دیگر صحابہ نے ان سے سنکر پڑھی اور تمام صحابہ باہم اُس کو پڑھتے سناتے رہے ابن کثیر جلد ۲ صفحہ ۹۱

(۲۱) شہادت حضرت عمر رضی اللہ عنہ اکبر الامت بعد الصدیق جب انھوں نے یہ آیت سنی تو ان کے پاؤں ان کو اٹھا نہ سکے گر پڑے تھے اور کہا خدا کی قسم مجھے یہ آیت آگے معلوم نہ تھی در منثور جلد ۲ صفحہ ۸۱

(۲۲) اجماع اکابر امت تمام صحابہ موجودہ وقت انتقال حضور صلی اللہ علیہ وسلم انکار حضرت عمرؓ و خطبہ حضرت صدیقؓ جس کی تفصیل نمبر ۲۰ میں گذری بلکہ یہ پہلا اجماع ہے اور یہ پہلا مسئلہ ہے جس پر اجماع اکابر امت ہوا۔

(۲۳) حضرت حسان بن ثابت کی شہادت جس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا دی تھی کہ یا اللہ اس کی تائید روح القدس سے کر۔ انھوں نے وقت وفات حضرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے کہا کنت السواد لناظری ٭ فعمی علیک الناظر ٭ من شاء بعدک فلیمت ٭ فعلیک کنت احاذر ٭ یعنے یا رسول اللہ صلعم تو تو میری آنکھوں کی پتلی تھا اب تیرے نہ ہونے سے میری آنکھیں اندھی ہو گئیں اب اس کے بعد جس کی مرضی چاہے مرا کرے موسیٰ ہو یا عیسیٰ مجھے تو تیری ہی موت کا ڈر تھا۔

(۲۴) شہادت اکبر المحدثین امام بخاری حضرت ابن عباس کی روایت سے متوفیک ممیتک بیان فرمایا۔

(۲۵) اکبر المفسرین حضرت ابن عباس قایل ہیں متوفیک ممیتک۔

(۲۶) شہادت امام مالک مندرجہ مجمع البحار زیر لفظ حکم قال مالک مات عیسیٰ بلکہ شہادت ایسی ہے جو امام مالک کے ساتھ اس مسئلہ میں اتفاق کیا اور اختلاف نہ کیا۔ شہادت ابن حزم جلالین مع الکمالین تفسیر [illegible] حاشیہ صفحہ ۱۰۹ مطبع مجتبائی دہلی سنہ ۱۳۰۷ وتمسک ابن حزم بظاہر الآیۃ وقال بموتہ یعنے ابن حزم ظاہر آیت کے ساتھ تمسک کر کے قایل موت مسیح ہو گیا۔ شہادت معتزلہ برحاشیہ جلالین مع الکمالین صفحہ ۵۰ مطبع مجتبائی دہلی سنہ ۱۳۰۷ سوائے اس کے اور اکابر امت کی شہادتیں کہاں تک لکھی جاویں اگر وفات مسیح کی شہادتیں پورے طور پر لکھی جاویں تو صرف وفات مسیح کے ثبوت میں ہی ایک بڑی ضخیم کتاب تیار ہو سکتی ہے لہٰذا اسی پر اس مسئلہ کو ختم کیا گیا۔

ش آجکل نیچری اخباروں نے اس بات پر زور دے رکھا ہے کہ وفات مسیح کا مسئلہ سرسید سے لیکر حضرت مرزا صاحب نے سرسید کو گمراہ بنا دیا۔

ج اس کا جواب مفصل ایڈیٹر صاحب الحکم نے الحکم ۱۷ جون سنہ ۰۶ء میں بجواب وکیل امرتسر لکھدیا ہے اس کے اعادہ کی ضرورت نہیں دوسرا ہر ایک مامور کا کام ہے کہ موجودہ رستے کو خواہ کسی کے باعث سے ہو اور گمراہ کی ہر ایک بات سے انکار نہ کرے [illegible] وہ جاہل بے علم ہے کیونکہ ہے وقالت الیہود لیست النصاریٰ علی شیء وقالت النصاریٰ لیست الیہود علی شیء وہم یتلون الکتاب کذلک قال الذین لا یعلمون [illegible] یعنے یہود کہتے ہیں نصاریٰ کچھ نہیں اور نصاریٰ کہتے ہیں یہود کچھ نہیں یہ تو بڑے یہودیوں کا حال ہے اس طرح تو بے علم کہا کرتے ہیں۔ پس جس بات میں کوئی گمراہ ہے گمراہ کہنا چاہیے اور سچائی لینی چاہیئے۔

ش۔ مسیح کو خدا بنانے والے بخشے جا سکتے ہیں؟

ج سوائے توبہ کے ہرگز نہیں بخشے جاتے ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ ویغفر مادون ذلک لمن یشاء یعنے اللہ تعالیٰ ہرگز نہیں بخشتا اور نہ بخشیگا اگر اس کے ساتھ شرک کیا جاوے اور سوائے اس کے باقی جسے فرماوے جسے چاہے بخشدے یہ بات دنیوی طور پر بھی تھوڑی غور کرنے سے سمجھ میں آسکتی ہے کہ اگر کوئی گورنمنٹ کی سلطنت میں کسی کو شریک بنا دے تو ایسے مجرم کا جرم معاف نہیں ہو سکتا جس کو دوسرے لفظوں میں بغاوت کہتے ہیں ٭ (فضل الدین حکیم)

دوسرا خط

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ نحمدہ و نصلی۔ مولانا مولوی فضل دین صاحب۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ کسولی ضلع انبالہ کے چند میر صاحبان سائل ہیں۔ کہ شیعہ مذہب کا بانی مبانی کون ہے۔ اور اس مذہب کا شروع کیسے ہوا۔ عرب میں بھی یہ مذہب ہے یا نہیں۔ ایران اور ہندوستان میں کیسے آیا اور کہاں سے آیا۔ کس صدی میں اس کی بنیاد پڑی۔ مہربانی فرما کر بذریعہ الحکم جواب سے مشرف فرماویں۔ عنایت سے بعید نہ ہوگا۔ حضرت اقدس کی خدمت میں میرے حق میں دعا کی درخواست کریں اور خود بھی دعا کریں۔ راقم محمد علی [illegible] دفعدار کورسٹ کسولی ضلع انبالہ

الجواب

وعلیکم السلام - ورحمۃ اللہ -

س۱ شیعہ مذہب کا بانی مبانی کون ہے اور اس مذہب کا شروع کیسے ہوا -

ج یہ قاعدہ ہے کہ ہر ایک مذہب بلکہ ہر ایک چیز بیج کی طرح ابتدا ءً شروع ہوتی ہے اور آہستہ آہستہ بڑھتے بڑھتے بڑا درخت بن جاتی ہے - اسی طرح مذہب شیعہ کا بھی حال ہے جن لوگوں نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قتل کا منصوبہ کیا تھا وہی خارجی رافضی دونوں مذہب کے بانی ہیں - اور ان میں عبد اللہ بن سبا نام تشیع کا بانی مشہور ہے - بعد شہادت حضرت عثمان رضی جب ان کو اپنی اپنی فکر پڑی تو کوئی ملک شام میں پناہ گیر ہوا اور کوئی حضرت مرتضیٰ رضی کے جھنڈے کے نیچے - پھر انھوں نے سوچا کہ اپنے اپنے ملکوں میں آرام کا موقعہ زیادہ ملیگا لہذا جس قدر ان سے ہو سکا انھوں نے خلافت کو مدینہ منورہ سے منتقل کرنے کی کوشش کی اور اُس میں کامیاب ہوئے - جب کوفہ و بصرہ میں پہنچ گئے تو وہاں اپنے رعب کا اظہار بھی کیا جس کا نتیجہ یہ ہوا - کہ جو بڑی قوم تھی اُن کے مقابلہ میں حضرت مولیٰ مرتضیٰ نے بہت تلوار چلائی چنانچہ مورخین کہتے ہیں کہ نہروان میں قریب پندرہ ہزار کے قتل ہوا - اور کچھ حضرت مرتضیٰ کے جھنڈے کے نیچے مستقل رہے - جب بنو امیہ نے کامیابی حاصل کی تو پھر بنو امیہ کی مخالفت میں جنبہ داران حضرت مرتضیٰ کی طرف سے مخفی مخفی کوششیں ہوتی رہیں - اور ان کوششوں کا لازمی و ضروری نتیجہ یہ تھا کہ مطاعن و معایب بنو امیہ دنیا میں پھیلائے جائیں - یہ تشیع کی پہلی سیڑھی تھی یا ابتدائی بیج - مگر اس وقت عباسی اور فاطمی بلکہ کل بنو ہاشم بمقابلہ بنو امیہ کے ایک تھے - جب مجموعی کوششوں سے انھوں نے سلطنت بنو اُمیہ کو الٹ پلٹ سے برباد کیا تو بازی عباسیوں کے ہاتھ آئی - اب جو قوم فاطمیوں کو زیادہ پسند کرتی تھی انھوں نے پھر وہی چال اختیار کی جس سے حضرت عثمان رض کی شہادت اور سلطنت بنو اُمیہ کی بربادی کا کام لیا تھا - یعنی مخفی کمیٹی اور مطاعن کا دائرہ اور بھی وسیع کر دیا - مگر چونکہ اس توسیع میں صحابہ کی طرف سے بھی کچھ فضایل کی روایتیں تھیں - بمجبوری ان راویوں کے مطاعن کے لئے بھی کوشش کی گئی - پھر یہ دائرہ مطاعن وسیع ہوتے ہوتے یہاں تک پہنچا کہ حضرت خلیفہ اول و ثانی رضی کے مطاعن کو بھی اپنے اندر لے لیا - آخر نصیر طوسی ہلاکو کا وزیر ہوا اور موید علقمی خلفائے عباسیہ کا دستور اعظم بنا - ان دونوں شیعہ وزیروں کے منصوبہ سے عباسیوں کی سلطنت تباہ و برباد کی گئی مگر پھر بھی تشیع کو نامرادی ہی ہوئی اور بازی مغل جیت کر لے گئے - اصل جڑھ تشیع کی پولیٹیکل مصلحتیں ہیں اور اس زمانہ کے مناسب حال سمجھکر جفر اور مطاعن کو اپنا ہتھیار بنا لیا گیا -

س۲ عرب میں بھی یہ مذہب ہے یا نہیں -

ج عرب میں شیعہ کا ایک فرقہ ہے جس کو زیدی کہتے ہیں وہ تبرا کو بُرا سمجھتے ہیں اور متعہ کو جائز - یہ لوگ علاقہ یمن میں زیادہ اور نواح مدینہ میں بھی ہیں -

س۳ یہ مذہب ایران ہندوستان میں کیسے آیا اور کہاں سے آیا -

ج جب ہمایوں کو شیر شاہ سے شکست ہوئی تو وہ ایران کو چلا گیا پھر شاہ ایران کی مدد سے ہند کو فتح کیا - لہذا اُس نے اپنے مددگار کو بڑے بڑے عہدے دیئے چنانچہ نور جہاں بیگم کے واقعات مشہور عالم ہیں - ایران چونکہ بغداد کے قریب تھا جہاں سلطنت سُنیوں کی تھی اور اس سلطنت کا اُڑانا شیعہ کو منظور تھا اس لئے اس مذہب کے داعی بھی ایران میں بہت ہوئے اور وہاں ہی ان کا ہونا بلحاظ ...... پولیٹیکل مصلحتوں کے ضروری تھا -

س۴ کس صدی میں اس کی بُنیاد پڑی -

ج تشیع کی بُنیاد تو پہلی ہی صدی میں پڑی البتہ رفض کی بُنیاد دوسری صدی کے آخر میں پڑی اور پورا رفض تیسری صدی کے آخر میں ہوا - (فضل دین حکیم از قادیان)

تیسرا خط

عالی جناب مولانا صاحب دام اشفاقہا -

السلام علیکم ورحمۃ اللہ - مفصلہ ذیل اعتراضات چھاونی میانمیر میں عام اشخاص کی زبان پر ہیں امید واثق ہے کہ جناب بذریعہ الحکم جواب عنایت فرما کر اپنی اہم ذمہ واری سے سبکدوش ہونگے - خاکسار قاضی ثناء اللہ عفی عنہ کلارک مڈیکل سٹور ڈیپارٹمنٹ میانمیر چھاونی -

الجواب

وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ - آپ کا خط بغرض جواب مولوی صاحب نے مجھے دیا لہذا جواباً عرض ہے -

س۱ ڈاکٹر عبد الحکیم خان کا جواب دیتے ہوئے مرزا صاحب ارشاد فرماتے ہیں کہ اکیلی فطرت لعنت ہے اب قرآن شریف میں خدا تعالیٰ فطرت کو دین قیم کے مبارک نام سے یاد فرماتا ہے اور اسلامی شریعت میں بھی جن لوگوں کو خبر نہیں ہوئی ان سے صرف فطرت کی بابت سوال کیا جانا قیامت میں لکھا ہے تو پھر فطرت لعنت کس طرح ہو سکتی ہے -

ج یہ سوال عدم تدبر قرآن مجید کا نتیجہ ہے اللہ تعالیٰ نے صرف فطرت کا ذکر کہیں نہیں فرمایا اور نہ صرف فطرت کو کسی جگہ دین قیم فرمایا آپ کا فرض تھا کہ خالص فطرت والی آیت لکھتے - دوسرا قرآن مجید میں فطرت اللہ کو دین قیم فرمایا جسکے معنے خود قرآن مجید نے توحید اور حنیفیت راہ مستقیم پر چلنا اسی جگہ فرما دیئے -

تیسرا اگر فطرت بمعنے پیدایش اُس جگہ مراد ہوتی تو شریعت میں لبوں کے اور زیر بغل کے بال لینے ختنہ کرنے کا حکم شریعت میں نہ ہوتا -

چوتھا جب قرآن مجید جو ہدایت نور رحمت اور شفا ہے بعض کے لئے بعض بہ کثیرا ہو جاتا ہے تو صرف فطرت اگر بعض کے لئے لعنت ہو جاوے تو کیا تعجب کی بات ہے -

پانچواں قیامت کے روز فطرت والوں سے سوال کا نہ ہونا کہاں لکھا ہے آپ کا فرض تھا کہ آپ آیت حدیث کا حوالہ لکھتے بلکہ بخلاف اس کے ثابت ہے - رواہ الامام احمد فی مسندہ والبزار باسناد صحیح فقال الامام احمد ..... ان النبی صلے اللہ علیہ وسلم قال اربعۃ یحتجون یوم القیامۃ رجل اصم لا یسمع ورجل ہرم ورجل احمق ورجل مات فی الفترۃ اما الاصم فیقول رب قد جاء الاسلام وانا ما اسمع شیئاً واما الاحمق فیقول رب قد جاء الاسلام والصبیان یحذفونی بالبعر واما الھرم فیقول لقد جاء الاسلام وما اعقل واما الذی فی الفترۃ فیقول رب ما اتانی رسول فیاخذ مواثیقھم لیطیعن فیرسل الیھم رسولا ... طریق الھجرتین ابن قیم و سق ۲۲۸ و ۲۲۹ یعنے امام احمد حنبل سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا قیامت کے دن چار قسم کے آدمی اللہ تعالیٰ سے حجت کریں گے بہرا بوڑھا احمق اور جو فترۃ کے زمانہ میں ہی مر گیا بہرا کہیگا یا رب اسلام آیا مگر میں تو کچھ بھی نہیں سُن سکتا تھا احمق کہیگا جب اسلام آیا مجھے تو بچے مینگنیوں سے مارا کرتے تھے اور بوڑھا کہیگا کہ جب اسلام آیا میری عقل قائم نہیں رہی تھی اور فترۃ والا کہیگا میرے تو رسول ہی کوئی نہیں آیا پھر اللہ تعالیٰ اُن سے پختہ وعدہ لیگا کہ اگر اب رسول بھیجا جاوے تو تم فرمانبرداری کرو گے پھر اُن کے پاس رسول بھیجیگا -

س۲ رسالہ نور الدین میں قرآن مجید کی ایک پیشگوئی کا پتہ چلتا ہے کہ بیت المقدس مکہ معظمہ مدینہ منورہ ہمیشہ اہل اسلام کے قبضہ میں رہیں گے اور مشرکوں کا دخل نہیں ہو سکیگا اب باوجودیکہ محافظ ان پاک مقامات کے مرزا صاحب کے دعاوی سے واقف ہیں مگر پھر بھی ایمان نہیں لاتے تو کیسے مسلمان کہلا سکتے ہیں اور جب وہ مسلمان نہیں تو کیسے محافظ ہو سکتے ہیں -

ج یہ سچ ہے کہ مشرکوں کا دخل حرمین شریفین پر نہ ہوگا - کیا اب کسی مشرک کا قبضہ ہے ؟ آپ نے ثبوت نہیں دیا - دوسرا سلطان روم کا لقب خادم الحرمین ہے نہ شاہ حرمین -

تیسرا - حضرت کے دعاوی کا انکار تو اُس وقت سمجھا جاوے جبکہ پہلے اُس کو تبلیغ پورے طور پر کی جاوے کیا آپ کے پاس اس تبلیغ کا کوئی ثبوت ہے بے خبر کو اللہ تعالیٰ عذاب نہیں دیتا - جیسا فرمایا - لم یکن ربک مھلک القریٰ بظلم واھلھا غافلون ۔ وما ربک بظلام للعبید ۔ اللہ تعالیٰ کسی بستی کو ہلاک نہیں کرتا باوجودیکہ وہ مشرک شریر ظالم بھی ہوں جبکہ وہ لوگ انذار منذر سے بے خبر ہوں اور ایسا کرنا ظلم ہے اور تیرا رب بندوں پر ظلم نہیں کرتا - حالانکہ سلطان ظالم مشرک شریر نہیں -

بیت المقدس کے متعلق کوئی پیشگوئی نہیں بلکہ یروشلیم پر تسلط عیسائیوں کا ۸۰ برس سے بھی زائد رہا آخر سلطان صلاح الدین نے بذریعہ جنگ اُن کو وہاں سے نکال دیا -

س۳ - قریباً تین چار سال سے احمدی جماعت کو غیر احمدی مسلمانوں سے الگ نماز پڑھنے کا حکم دیا گیا ہے اگر کافروں کا لقب جب سے مخالفین نے دعوے مسیح کو جھٹلایا عاید ہو چکا ہے اور کافر کے پیچھے نماز جائز ہو نہیں سکتی تو ان پہلے نمازوں کا کیا جاوے

ہوگا۔

ج۔ اول مجددین انبیاء و رسل اصلاح کے لئے مبعوث ہوتے ہیں اور اصلاح ایک ہی دن میں نہیں ہو جاتی مثلاً تحویل قبلہ ۱۳ سال بعد ہوئی اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ماکان اللہ لیضیع ایمانکم ۔ یعنے اللہ تعالیٰ تمہاری گذشتہ نمازوں کو ضایع نہیں کرتا۔ اب بھی گذشتہ نمازوں کا یہی حال ہے۔ دوسرا حرف انکار سے کسی کو ابتداءً کافر نہیں کہا گیا بلکہ مکفرین کو کافر کہا گیا کیونکہ یہ مسئلہ مسلم ہے کہ جو مومن کو کافر کہے وہ خود کافر ہوتا ہے۔

تیسرا کافر کے معنے ہیں انکار کرنے والا۔ جب تبلیغ اچھی طرح کی جاوے پھر بھی لوگ انکار پر ہی مصر رہیں۔ تب انپر لفظ کافر عاید ہو سکتا ہے۔ اب چونکہ تبلیغ کرتے کرتے پچیس سال سے زاید عرصہ ہو گیا۔ اس لئے ان کو کافر (منکر) کہا گیا۔

س ۲ ۔ مرزا صاحب باوجود ثروت حج نہیں کرتے اور حج کرنا قرآن شریف کا حکم ہے یہ جواب کہ امن نہیں تسلی بخش نہیں کیونکہ آں حضرت صلی اللہ علیہ وسلم باوجودیکہ مکہ والے سخت مخالف تھے حج کرنے کے واسطے تشریف لیگئے۔

ج۔ اول مرزا صاحب پر حج فرض نہیں نہ اُن کے پاس روپیہ جمع ہے۔ اگر اہل ثروت ہوتے تو پہلے باغ کا فک الرہن کرواتے دوم اُن کو اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک پر حج کرنے کی اجازت اس وقت دی ہے جب دجال بھی مسلمان ہو کر حج کے لئے جاوے۔ سوم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جبتک اللہ تعالیٰ کی جناب سے آمنین لاتخافون کی ندا نہیں آئی حج کو تشریف نہیں لے گئے۔ چہارم پھر جب قریش نے روکا تو واپس تشریف لائے اور حج نہیں کیا۔

. . . .

. . . .

فتح مکہ کے بعد حضرت ابوبکر رض کو بھیجا کہ اس سال کے بعد کوئی مخالف حج کے لئے نہ آوے۔ اس کی بعد آخیر عمر میں جبکہ عمر سے صرف ۸۱ روز باقی رہ گئے تھے اور ایسا امن ہو گیا تھا کہ کسی مخالف کو حج پر آنے کی اجازت نہیں تھی حج پر تشریف لے گئے و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین (فضل دین حکیم از قادیان)

اشتہار سالانہ جلسہ انجمن تشحیذ الاذہان

انجمن تشحیذ الاذہان جو کہ ۱۹۰۶ء کے شروع میں بمشورہ حضرت مسیح موعود بدیں غرض قائم کی گئی ہے کہ نوجوانان سلسلہ احمدیہ تقریر و تحریر میں ملکہ حاصل کریں اور اس قابل ہوں کہ دشمنان اہل اسلام اور مخالفین سلسلہ عالیہ احمدیہ کے اعتراضات کا بوقت ضرورت اچھی طرح سے دندان شکن جواب دے سکیں اس انجمن کا پہلا سالانہ جلسہ (سالانہ جلسہ اس لئے خاص کیا گیا ہے کہ مذکورہ بالا غرض کے پیدا کرنے کے لئے اس انجمن کے وقتاً فوقتاً جلسے ہوا کرینگے) تعطیلات دسمبر میں بتاریخ ۲۶ و ۲۷ دسمبر ۱۹۰۶ء مسجد اقصےٰ میں منعقد ہوگا اور اس جلسہ میں علاوہ ممبران انجمن ہذا کے خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے امید ہے کہ بیرونجات کے احمدی نوجوانوں کی کمیٹیوں کیطرف سے ڈیلیگٹس بھی آئیں گے اور یہ اشتہار بدیں غرض شایع کیا جاتا ہے۔ کہ اگر احمدی نوجوانوں کی ایسی کمیٹیاں ہوں جن کے اغراض مندرجہ بالا اغراض سے مطابقت رکھتے ہوں اور وہ کمیٹیاں ہمارے علم میں نہ ہوں تو اُن کو چاہیئے کہ مہربانی فرما کر جلسہ ہذا کے لئے اپنی طرف سے ڈیلیگٹس مقرر فرماویں اور ان کی اطلاع ۲۰۔ دسمبر ۱۹۰۶ء تک سکرٹری انجمن تشحیذ الاذہان کو کریں اور ایسے ڈیلیگٹس کے لئے ضروری ہوگا کہ ۲۵ دسمبر ۱۹۰۶ء تک پہنچ جاویں۔

اور دوسرے یہ اشتہار اس غرض سے شایع کیا جاتا ہے کہ تمام ممبران سلسلہ عالیہ احمدیہ جو اس وقت قادیان میں موجود ہوں اس جلسہ میں تشریف لاویں اور مجلس ہذا کو ممنون احسان بنائیں۔ اس جلسہ کا انعقاد تعطیلات دسمبر میں اس لئے مقرر کیا گیا ہے۔ کہ اس وقت تمام بیرونجات سے بہت سے احمدی احباب قادیان میں تشریف لاتے ہیں۔

پروگرام جلسہ ہذا۔ (منظور کردہ سب کمیٹی جلسہ)

۲۶ دسمبر ۱۹۰۶ء اجلاس برائے استقبال ڈیلیگیٹس*

*نوٹ۔ اس جلسہ میں بھی کل احمدی احباب بخوشی تشریف لا سکتے ہیں۔

۲۶ دسمبر ۱۹۰۶ء بوقت صبح ½ ۷ بجے سے ½ ۹ تک

اس جلسہ کے پریذیڈنٹ و سکرٹری وہی ہوں گے جو انجمن ہذا کے پریذیڈنٹ اور سکرٹری ہیں۔

نمبر	نام لیکچرار	مضمون	وقت
۱	میرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب پریذیڈنٹ	ہمارے اغراض اور وہ کیونکر پورے ہوتے جاویں	½ ۷ بجے سے ¼ ۸ بجے تک
۲	عبد الرحیم سکرٹری	شکریہ و تحسین	¼ ۸ " " ½ ۸ " "
۳	ڈیلی گیٹس	مختلف تقاریر	½ ۸ " " ¼ ۹ " "
۴	پریذیڈنٹ	آخری تقریر	¼ ۹ " " ½ ۹ " "

۲۷ دسمبر ۱۹۰۶ء اس جلسہ کے پریذیڈنٹ مولانا مولوی نورالدین صاحب ہونگے اور سکرٹری انجمن ہذا کا سکرٹری ہوگا۔

جلسہ اول بوقت صبح ۸ بجے سے ۱۱ بجے تک

نمبر	نام	مضمون	وقت
۱	حضرت مولوی نورالدین صاحب	انجمن کے اغراض کے متعلق کوئی تقریر	۸ بجے سے ½ ۹ بجے تک
۲	سکرٹری انجمن تشحیذ الاذہان	رپورٹ انجمن تشحیذ الاذہان	½ ۹ بجے سے ۱۰ بجے تک
۳	چوہدری فتح محمد صاحب طالب علم اسلامیہ کالج لاہور	بعثت نبی کریم صلعم پر مخالفین کے اعتراض اور انکے جواب	۱۰ " " ۱۱ " "

جلسہ دوم بوقت شام ۲ بجے سے ۴ بجے تک

نمبر	نام لیکچرار	مضمون	وقت
۱	ماسٹر محمد دین صاحب طالب علم علیگڈھ کالج	وفات مسیح	۲ بجے سے ½ ۲ بجے تک
۲	میرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب ایڈیٹر رسالہ ہذا	شرک	½ ۲ " " ½ ۳ " "
۳	پریذیڈنٹ	آخری تقریر	½ ۳ " " ۴ " "

انجمن تشحیذ الاذہان کے ممبر یہ ہیں

(۱) میرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب ۔ پریذیڈنٹ انجمن تشحیذ الاذہان و ایڈیٹر رسالہ تشحیذ الاذہان (۲) عبد الرحیم سکرٹری انجمن تشحیذ الاذہان و منیجر رسالہ (۳) چوہدری فتح محمد صاحب ممبر تشحیذ الاذہان (۴) چوہدری عبد السلام صاحب محاسب انجمن (۵) منشی برکت علی صاحب نائب سکرٹری انجمن تشحیذ الاذہان (۶) شیخ تیمور صاحب ممبر (۷) سید طفیل حسین صاحب ممبر تشحیذ الاذہان (۸) چوہدری محمد ضیاء الدین صاحب ممبر تشحیذ الاذہان (۹) محب الرحمان صاحب ممبر تشحیذ الاذہان (۱۰) عبد اللہ جان صاحب کوئٹہ ممبر تشحیذ الاذہان (۱۱) شیخ عبد الرحمن صاحب ممبر تشحیذ الاذہان۔ (المشتہر)

عبد الرحیم سکرٹری انجمن تشحیذ الاذہان

ریمارک

اسرار قدم ۔ اس نام کا ایک مختصر سا پمفلٹ آریہ سماج کے مقابلہ میں بابو رام گوپال صاحب نومسلم سپرو اکٹر سب ڈویژنل آفیسر حال منشی مولوی گنج لکھنؤ نے لکھا ہے اس میں ثابت کیا گیا ہے کہ نیستی سے ہستی ہوتی ہے اور کبھی خدا تعالیٰ کی کوئی صنعت بیکار و معطل نہ تھی قیمت اس رسالہ کی ۲؍ ہے مصنف سے مندرجہ بالا پتہ پر ملے گا۔

چشمہ مسیحی ۔ دینیات کا پہلا رسالہ ۳؍ احمدی کا من ا؍ (یہ تینوں کتابیں دوبارہ)

اور دوبارہ سید عبد الحی عرب نے چھپوائی ہیں پہلی کتاب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تصنیف ہے اور ینابیع السلام جیسی زہریلی کتاب کا رد ہے۔ دوسرا رسالہ حضرت حکیم الامۃ کے اشارہ اور ہدایت سے لکھا گیا ہے۔ اور تیسرا رسالہ ایک پنجابی نظم ہے جو مستورات کیلئے بہت مفید ہے ان کتابوں کی خوب اشاعت ہونی چاہیئے۔

حروب صلیبیہ ۔ صلیبی لڑائیوں کے نام سے کوئی تاریخی اور علمی مذاق رکھنے والا رکھنے والا مسلمان ناواقف نہیں ہو سکتا یہ وہ لڑائیاں تھیں جن میں یورپ کی متحدہ دنیا نے سیاسی اثر کو نیچے نامخت کر کے ارض مقدس سے مسلمانوں کو نکال دینے کا عزم کیا اور خدا تعالیٰ نے اُسے نامراد رکھا۔ ان لڑائیوں کی تفصیلی حالات مولوی عبد الحلیم صاحب شرر کی تالیف سے شایع ہوئے ہیں اور انکا نام حروب صلیبیہ رکھا ہے دلگداز پریس لکھنؤ سے ملیگی۔

جنازہ غائب پڑھا جاوے

مولوی احمد حسن صاحب مدرس مدرسہ لوہاری کی گڈھی تحصیل ضلع مظفر نگر کی زوجہ کا انتقال ہو گیا وہ درخواست کرتے ہیں کہ جماعت احمدیہ ہر جگہ جنازہ پڑھے۔